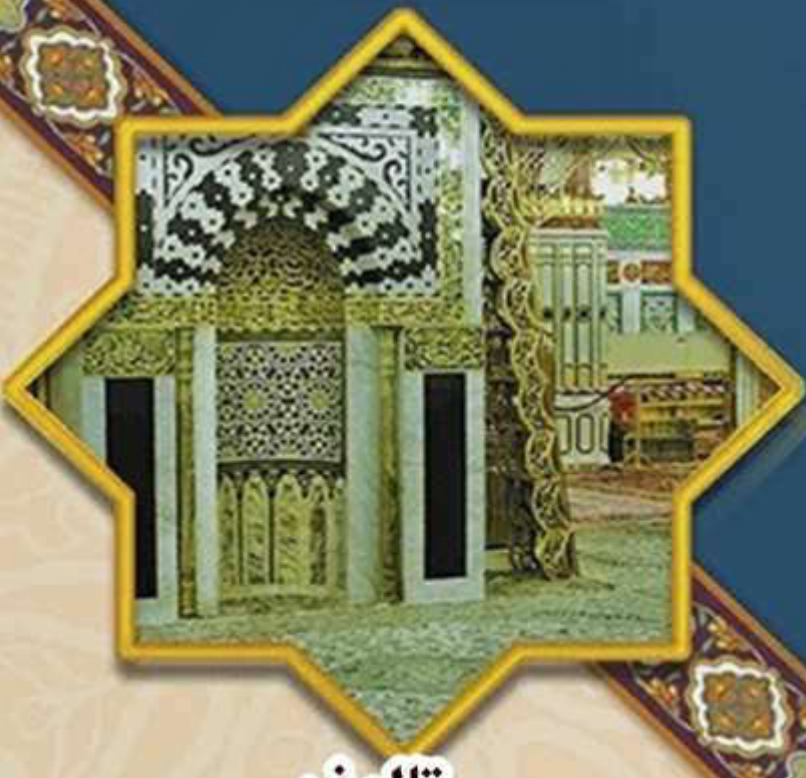
صلوا کما رأیتمونی اصلی الحدیث

نماز نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن وسنت کی روشنی میں



تالیف

الشیخ آصف علی نجفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز نبوی ﷺ
قرآن وسنت کی روشنی میں

تالیف

الشیخ آصف علی نجفی

دعا امام صادق علیہ السلام

اللهم عرفني نفسك، فإنك إن لم تعرفني نفسك لم أعرف نبيك، اللهم عرفني رسولك فإنك إن لم تعرفني رسولك لم أعرف حجتك اللهم عرفني حجتك فإنك إن لم تعرفني حجتك ضللت عن ديني ۔

کتاب کا نام : نماز نبوی ﷺ قرآن وسنت کی روشنی میں

تالیف : الشیخ آصف علی نجفی

نظر ثانی : السید نسیم عباس کاظمی

معاون : الشیخ عمران حیدر نجفی

طبع اول 2024 عیسوی

ملنے کا پتہ : حوزہ علمیہ نجف اشرف عراق

رابطہ نمبر: +964/750958423

رابطہ نمبر: +964/7727269685

فہرست

انتساب

میں اپنی یہ مختصر تحریر جناب فاطمہ کلابیہ المعروف ام البنین سلام اللہ علیھا کے نام انتساب کرتا ہوں اللہ تعالی اس عظیم خاتون کے صدقے میری توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے تاکہ میں زیادہ سے زیادہ مکتب محمد وآل محمد علیہم السلام کی صحیح معنوں میں ترجمانی اور نشر واشاعت کر سکوں

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العالمین فاطر السماوت والارضین والصلاة والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد المبعوث بالحجج والبراهین وآله الطیبین الطاهرین

اما بعد : من یهدی الله فهو المهتدی ومن یضلل فاولئك هم الخاسرون.١

اللہ تعالی کی حمد و ثنااور رسول اور عترت رسول علیہم السلام کی ذوات قدسیہ پر درود وسلام بھیجنے کے بعد اس کتاب کی غرض تالیف کو بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ قاری حضرات اس سے مطلع ہو سکیں

بندہ ناچیز کی نظر قاصر سے اغیار کی طرف سے چاپ شدہ چند ایک ایسے مجلے اور کتابچے گزرے ہیں جن میں مذہب شیعہ خیر البریہ اثنا عشریہ کے وضو اور نماز ادا

١۔ پارہ 9, سورہ الاعراف آیت 138

کرنے کے طریقہ پر کاری ضرب لگانے کی مذموم اور ناکام کوشش کی گئی اور ہمارے اس عمل کو ایک غیر مسنون عمل قرار دیا گیا: اور یہ کھو کھلا دعا کیا گیا کہا شریعت مقدسہ نے وضو میں پاؤں پر مسح کرنے کی بجائے ان کے دھونے کا حکم دیا ہے اور نماز میں ہاتھ کھولنے کی بجائے ہاتھ باندھنے کا حکم دیا ہے جب کہ اس کے برعکس شیعہ حضرات وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے پاؤں پر مسح کر کے اور نماز میں ہاتھ باندھنے کی بجائے ہاتھ کھول کر احکام شریعت کی مخالفت کا کھلم کھلا ارتکاب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لہٰذا یہ ایک گمراہ اور بدعتی فرقہ ہے شریعت اسلامیہ کے ساتھ اس کا کوئی ربط اور تعلق نہیں ہے مخالف کی اس جاہلانہ اور احمقانہ پالیسی کو دیکھ کر بندہ ناچیز کافی عرصے سے اس موضوع پر قلم اٹھانے کی کوشش تو کر رہا تھا مگر کچھ ظروف کی رکاوٹ کی وجہ سے اس موضوع پر قلم زیر التوا رہا ظروف سازگار ہوتے ہی فرصت اول میں اللہ تعالی کے لطف وکرم اور توفیقات خیر سے میں نے اپنی اس تالیف منیف (نماز نبوی ص) میں ان دونوں موضوعات پر مفصلا گفتگو کی ہے جبکہ نماز کے چند اختلافی مسائل مثلًا الجمع بین الصلاتین ؛ بسم اللہ بالجہر ؛ رفع الیدین ؛ قنوت ؛ سجدہ گاہ سجدہ شکر کپڑے پر سجدہ اور تسبیح جناب فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا پر بھی اجمالی گفتگو کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے وضو اور نماز کا طریقہ قرآن وسنت

اور سیرت آل کساء سے ماخوذ ہے اور اس بات کی بھی وضاحت کی ہے صحابہ ؛تابعین اور بعض اہل سنت آئمہ مجتہدین نے بھی ہمارے اس عمل کے ساتھ موافقت کی ہے جس کی تفصیل کتاب ہذا میں بیان کی گئی ہے

آخر میں اللہ تعالی کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ ہم تمام شیعان حیدر کرارؑ کو تعلیمات رسول اور عترت رسول علیہم السلام کی ترویج اور ان کا دفاع کرنے کی توفیق عطاء فرمائے: قائم آل محمد علیہم السلام کا ظہور جلد فرمائے اور ہمارے سروں پر مراجع عظام فقہائے مذہب اہل البیت بالخصوص مرجع الدینی الکبیر مجدد حوزہ علمیہ سرمایہ ملت تشیع آیت اللہ العظمی آقا حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ العالی والوارف کا سایہ شفقت قائم ودائم فرمائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ مذہب محمد و آل محمد علیہم السلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور میرے لیے اس تحریر کو توشہ آخرت قرار دے آمین یارب العالمین

دعا گو الشیخ آصف علی نجفی

وضو کا بیان

اللہ تعالی کی رضا اور خوشنودی کے قصد سے کچھ خاص آداب کے تحت ہاتھ اور چہرے کو دھونے اور سر اور پاؤں پر مسح کرنے کو وُضو کہا جاتا ہے۔

وضو بذات خود مستحب ہے لیکن نماز، طواف اور بعض دوسری عبادتوں کی صحت کیلئے شرط ہے وضو کے بغیر قرآن مجید ، اللہ تعالی اور معصومین علیہم السلام کے اسماء مبارکہ کو چھونا جائز نہیں ہے۔

بعض موارد جیسے مسجد میں داخل ہونے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے لیے وضو مستحب ہے۔

تاریخی مآخذ کے مطابق وضو کا حکم آنحضرت ﷺ کی بعثت کے ابتدائی دنوں میں مکہ مکرّمہ میں نازل ہوا بالخصوص سورہ المائدہ آیت نمبر،،6 اور اسی طرح 400سے زیادہ احادیث مبارکہ وضو کے بارے کتب احادیث میں منقول ہیں

وضو کی قسمیں

وضو کو ترتیبی اور ارتماسی دو طریقوں سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ ترتیبی وضو میں پہلے چہرہ اور پھر دایاں ہاتھ اور اس کے بعد بایاں ہاتھ دھویا جاتا ہے۔

پھر سر کا مسح اور اس کے بعد دایاں پاؤں کا مسح ٹخنوں تک کیا جاتا ہے پھر بایاں پاؤں کا مسح ٹخنوں تک کیا جاتا ہے۔ لیکن ارتماسی وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کو پانی میں ڈبویا جاتا ہے پھر سر اور پاؤں کا مسح کیا جاتا ہے۔ اگر زخم سے پٹی کھولنا مشکل ہو یا موجب ضرر ہو تو اس صورت میں وضو جبیرہ کیا جاتا ہے.

مرد اور خاتون کے وضو کا طریقہ ایک جیسا ہے مگر خاتون ہاتھوں کو دھونے کی ابتدا کہنیوں کے اندرونی حصہ پر پانی ڈال کر کرے جبکہ مرد ہاتھوں کو دھوتے وقت پانی ڈالنے کی ابتدا کہنیوں کے بیرونی حصے سے کرے ہے

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا مستحبات وضو میں سے ہے

وضو کا طریقہ قرآن کی روشنی میں

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے قران مجید کی وہ آیت مجیدہ پیش کرنے کی سعادت اور شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں جس میں اللہ تبارک وتعالی نے وضو کا طریقہ بتاتے ہوئے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونے کا حکم دیا ہے سر اور پاؤں پر ٹخنوں تک مسح کرنے کا حکم دیا ہے اس میں گردن اور کانوں کے مسح کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اب آیت ملاحظہ فرمائیں

بسم الله الرحمٰن الرحيم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

ترجمہ اے ایمان والو جب تم نماز کیلیئے آمادہ ہو جاتے ہو پس تم اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤاور تم مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پیروں کا ٹخنوں تک اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کے لیے آئے یا تم نے عورتوں سے ہمبستری کی ہو مگر تمہیں پانی میسر نہ آئے تو تم تیمم کرو پس تم پاکیزہ خاک سے تیمم کرو اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تم کسی تنگی کا شکار ہو لیکن وہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے تا کہ تم شکر گزار بن سکو۔ا

اس آیت کریمہ میں وضو غسل اور تیمم یعنی تینوں طہارتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو نماز جیسی عبادت کے لیے ضروری ہیں وضو اسلام میں جہاں باطنی پاکیزگی اور طہارت کی اہمیت کو اجاگر کرتا وہاں ظاہری نظافت اور جسمانی صفائی کو بھی ایمان کا جز قرار دیتا ہے

ا۔پارہ 7 سورہ المائدہ آیت 6

تیمم کا طریقہ

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے مطابق تیمم کا طریقہ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے نمازی پہلے نیت کرے مثلاً دل میں قصد کرے کہ تیمم کرتا ہوں / کرتی ہوں بدل وضو کے قربۃ الی اللہ پھر دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ ایسی چیز کے اوپر مارے جس پر تیمم صحیح ہو پھر دونوں ہاتھوں کو اپنی پوری پیشانی کے دونوں طرف بالوں کے اگنے کی جگہ سے ابرو اور ناک کے اوپر والے حصہ تک کھینچے۔ پھر۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پوری پشت پر پھیرے۔ پھر۔ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پوری پشت پر پھیرے انگلیوں کا شمار بھی ہاتھ میں ہے

غسل کا طریقہ

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے مطابق غسل کا طریقہ بیان کرنا چاہتا ہوں

- غسل میں تمام بدن، سر اور گردن کو دھونا چاہیئے، چاہے غسل واجب ہو جیسے غسل جنابت، چاہے غسل مستحب ہو جیسے غسل جمعہ۔ دوسری آسان عبارت میں یہ کہا جائے کہ تمام غسلوں میں عمل کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے، فرق صرف نیت میں ہے
- غسل خواہ واجب ہو یا مستحب دو طرح سے کیا جاتا ہے ترتیبی اور ارتماسی
- غسل ترتیبی کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد پہلے سر اور گردن کو دھوئے اس کے بعد داہنی طرف کو اس کے بعد بائیں طرف کو دھوئے
- غسل ارتماسی کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے پورے بدن کو ایک ہی دفعہ پانی میں ڈبوئے، لہذا غسل ارتماسی کیلیئے اس قدر پانی کا ہونا ضروری ہے جس میں انسان کا سارا بدن ایک دفعہ میں ڈوب جائے

مفردات کے معانی کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے اس آیت وضو میں استعمال ہونے والے بعض مفرد کے معنی بیان کرنا چاہتا ہوں

یا ایھا الذین أمنوا: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو یہ خطاب عام ہے جو مرد اور خواتین دونوں کو شامل ہے

اذاقمتم الی الصلاۃ: جب تم نماز کیلئے آمادہ ہو جاتے ہو

یہاں قمتم بمعنی اردتم ہے

فاغسلوا: (لفظ غسل غین پر زبر کے ساتھ) کا معنی کسی چیز پر پانی ڈالنا ہے ایسا کرنے سے عام طور پر صفائی اور نظافت کو یقینی بنانا اور میل کچیل کو دور کرنا مقصود ہوتا ہے

وجوھکم: لفظ وجہ کی جمع ہے جس کا معنی چہرے کے ہیں کسی چیز کے سامنے والے حصے کو وجہ کہتے ہیں بالخصوص اس آیت وضو میں لفظ وجہ کا اطلاق انسان

کے چہرے اور سر کے سامنے والے حصے پر ہوتا ہے جس میں پیشانی آنکھیں ناک رخسار اور ہر وہ چیز جو سامنے دکھائی دے وہ وجہ میں داخل ہے

آئمہ ھدی علیہم السلام کی مرویات کے مطابق چہرے کی حد طول! پیشانی کے بال اگنے کی جگہ سے لیکر ٹھوڑی تک اور چوڑائی میں انگوٹھا اور چھوٹی انگلی یا انگوٹھا اور درمیانی انگلی کے درمیان کا حصہ بتایا گیا ہے، چہرہ دھوتے وقت اس بیان کردہ مقدار کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

ایدیکم : ایدی لفظ ید کی جمع ہے جس کا معنی ہاتھ ہے اس کا اطلاق کلائی کے بالائی جوڑ سے لیکر انگلیوں کے سرے تک کے حصہ پر ہوتا ہے جس سے انسان کسی چیز کو لینے؛ دینے اور چھونے وغیرہ جیسے کام انجام دیتا ہے

لفظ الیٰ : لفظ الیٰ جارہ یہاں معیت کے معنی میں ہے اور انتہاء غایت کے معنی میں نہیں ہے قرآن مجید میں بھی لفظ الی مع کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم

ترجمہ تم ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر مت کھاؤ سورہ نساء آیت 2

مرافق : مرفق کی جمع ہے جس کا معنی یہاں پر کہنیاں ہے

کعبین : کعب کی تثنیہ ہے کعب اس ہڈی کو کہا جاتا ہے جو پاؤں اور پنڈلی کے جوڑ پر ہوتی ہے

اب آیت وضو کا ترجمہ قارئین کی نظر کیا جاتا ہے

فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق

ترجمہ تم اپنے چہروں کو دھوو اور اپنے ہاتھوں کو دھوئ کہنیوں سمیت۔

ہاتھوں کے دھونے کی ابتدا

اس آیت کریمہ میں لفظ مِن نہیں آیا جس کی بنا پر کہا جا سکتا کہ ہاتھ دھونے کی ابتدا یہاں سے کی جائے اور انتہا وہاں پر کی جائے بلکہ یہاں لفظ الی آیا ہے جو ہاتھوں کے دھونے کی مقدار کی تعیین کر رہا ہے، ہمارے مذہب امامیہ کے نزدیک ہاتھ دھونے کی ابتدا کہنیوں سے کی جاتی ہے اور انتہا انگلیوں کے سرے پر ہوتی ہے، ہمارا یہ عمل دلیل نقلی اور دلیل عقلی دونوں سے ثابت ہے

دلیل نقلی۔ ہماری کتب احادیث میں آئمہ معصومین علیھم السلام سے منقول شدہ ایسی روایات بکثرتِ پائی جاتی ہیں جن میں مذکور ہے کہ یہ ذوات قدسیہ وضو میں ہاتھ دھونے کی ابتدا کہنیوں سے اور انتہا انگلیوں کے سرے پر کیا کرتیں تھیں

ان روایات کو جاننے کے لیے آقا حر عاملی کی کتاب وسائل الشیعہ کی طرف مراجعت فرمائیں

اس کے برعکس اہل سنت حضرات ہاتھ دھونے کی ابتدا انگلیوں کے سرے سے کرتے ہیں اور انتہاء کہنیوں پر کیا کرتے ہیں

اس آیت کریمہ کی صحیح اور ہر قسم کے ابہام سے مبرہ اور منزہ تفسیر محمد و آل محمد علیہم السلام کے وضو کا طریقہ ہے جو مختلف روایات میں منقول ہے اور اللہ تعالی نے ان ذوات قدسیہ کو اپنی مخلوق پر حجت قرار دیا ہے ان کا قول و فعل اور پسند ہمارے لیے دلیل شرعی ہے

دلیل عقلی۔ جب انسان اپنے بدن کا کوئی حصہ یا نجس کپڑا دھونا چاہتا ہے تو وہ اس کے بالائی حصے کی طرف سے اس پر پانی ڈال کر نیچے کی طرف پانی بہا کر لے آتا ہے نہ کہ نیچے سے پانی ڈال کر بالائی حصے کی طرف لے جاتا ہے۔

اسی طرح ہم وضو میں ہاتھ دھوتے وقت پانی ڈالنے کی ابتدا ہاتھوں کے بالائی حصے یعنی کہنیوں سے کرتے ہیں اور اس پانی کو بہا کر ہاتھوں کی انگلیوں کے سروں تک لے آتے ہیں

عقل بھی ہمارے اس عمل کو مستحسن قرار دیتی ہے

سروں کے مسح کا بیان

وامسحوا برؤسکم اس آیت مبارکہ کے اسلوب بیان سے واضع ہو رہا ہے کہ مسح کرتے وقت نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں بلکہ منہ، ہاتھ دھونے کے بعد جو تری ہاتھوں پر موجود ہو اسی تری سے مسح کرنا چاہیے اگر کوئی شخص نیا پانی استعمال کرے گا تو اس کا وضو باطل ہو جائے گا نیز غسل اور مسح کے معنی میں جو فرق ہے عمل میں بھی وہی فرق ملحوظ رہے کہ جن اعضاء کو دھونا ہے ان پر پانی اس طرح ڈالے کہ اس سے دھونا صادق آئے اور جن اعضاء کا مسح کرنا ہے ان پر مسح کرے اور ان پر پانی نہ ڈالے جس سے دھونا صادق آجائے چونکہ پورے سر کا مسح مقصود نہیں تھا اس لئے باء جارہ کو لایا گیا جو تبعیض پر دلالت کرتی ہے یعنی بعض حصہ سر کا مسح کرو اور وہ اگلا حصہ ہے جس طرح کہ معصومین علیہم السلام کی تشریح سے واضح ہے اور پاؤں میں چونکہ پورے پاؤں کا مسح کرنا تھا اس لئے باء جارہ کو یہاں نہیں لایا گیا۔ یاد رہے کہ اس آیت کریمہ میں کان اور گردن کے مسح کا کوئی ذکر نہیں کیونکہ یہ دونوں اعضاء سر میں داخل نہیں ہیں۔

پاؤں کے مسح کا بیان

وامسحوا برؤوسکم وارجلکم الی الکعبین

نحوی ترکیب

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے شیعہ؛ سنی دونوں مکاتب فکر کی نحوی ترکیب پیش کرتا ہوں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں

نحوی ترکیب شیعہ کے نزدیک

واؤ مستأنفہ ہے امسحوا فعل امر ہے اور صیغہ جمع مذکر مخاطب کا ہے اس میں انتم ضمیر فاعلی مستتر ہے برؤوسکم میں با حرف جارہ رؤوس مضاف ہے اور کم مضاف الیہ ہے اور یہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا با جارہ کا اور جار مجرور مل کر متعلق ہوئے فعل امر امسحوا کے اور لفظ برؤوسکم مفعول ہوا امسحوا کا وارجلکم میں واؤ عاطفہ ہے لفظ ارجل مضاف ہے کم مضاف الیہ ہے یہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر معطوف بنے کا برؤوسکم کا اور

برؤوسکم معطوف الیہ اپنے معطوف سے مل کر یہ مفعول بنے گا امسحوا فعل امر کا پس برؤوسکم وارجلکم یہ دونوں مفعول بنیں گے امسحوا کے یہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو گا۔

اب اس آیت کا ترجمہ کچھ اس طرح سے کیا جائے گا تم مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں کا ٹخنوں تک

نحوی ترکیب اہل سنت کے نزدیک

اہلسنت حضرات لفظ (وارجلکم) کو وجوھکم پر عطف علی اللفظ کی بنا پر منصوب یعنی اس کی لام کو زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اسے فاغسلوا کا تیسرا مفعول قرار دیتے ہیں اس صورت میں وہ اس آیت کریمہ کا ترجمہ کچھ اس طرح سے کرتے ہیں؛ تم اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھوؤ

معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان فاصلے کا بیان

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان کسی چیز کا فاصلہ جائز ہے

جواب۔ نحوی قواعدِ ضوابط کے لحاظ سے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان ایک لفظ کا بھی فاصلہ جائز نہیں ہوتا چہ جائیکہ ایک اجنبی جملہ کو فاصلہ قرار دیا جائے خود علمائے اہل سنت نے اسی آیت وضو کے ضمن میں ایسے فاصلے کی مذمت کی ہے

جن میں سر فہرست ابراھیم حنفی اور ابن حزم اندلسی وغیرہ ہیں

فقیہ کبیر ابراھیم حنفی کا قول

یہ عالم بزرگوار فرماتے ہیں

وارجلکم الی الکعبین: قرئ فی السبعة بالنصب والجر والمشهور ان النصب بالعطف علی وجوهکم والجر علی الجوار والصحیح ان الارجل معطوفة علی الرؤس فی القرائتین ونصبها علی المحل وجرها علی اللفظ وذلك لامتناع العطف علی المنصوب للفصل بین العاطف والمعطوف علیه بجمله اجنبیه والاصل ان لا یفصل بینهما بمفرد فضلا عن الجمله ولم یسمع فی الفصیح نحو ضربت زیدا ومررت بعمر و بکر بعطف بکرا علی زید۔

ترجمہ (ارجلکم) سات قراءتوں نصب اور جر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ نصب وجوھکم پر عطف کی وجہ سے ہے اور جر جوار کی وجہ سے ہے، صحیح قول یہ ہے کہ ارجل دونوں قرأتوں میں رؤس پر معطوف ہے محلا منصوب ہے اور لفظاً مجرور ہے کیونکہ منصوب پر عطف منع ہے اس لیے کہ

معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان ایک اجنبی جملہ فاصلہ ہے حالانکہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان ایک لفظ کا فاصلہ بھی جائز نہیں ہوتا چہ جائیکہ جملے کا فاصلہ قرار دیا جائے کلام فصیح میں یہ سنا بھی نہیں گیا

مثلاً ضربت زیدا و مررت بعمر و بکرا

ترجمہ میں نے زید کو مارا میں عمر کے پاس سے گزرا اور بکر کو مارا یعنی یہاں بکرا کا عطف زید پر کیا گیا ہے جو کہ فصاحت کے لحاظ سے قبیح ہے۔ ا

ا۔ اہلسنت کی معتبر کتاب غنیہ المستملی فی شرح منیہ المصلی (المعروف) حلبی کبیری ص 15 ذکر وضو

تالیف الشیخ ابراہیم حنفی متوفی 1549 عیسوی در سعادت عارف آفندی مطبعہ طبع قدیم

ابن حزم اندلسی کا قول

پاؤں پر مسح کے متعلق فرماتے ہیں کہ مَسْأَلَةٌ: وَأَمَّا قَوْلُنَا فِي الرِّجْلَيْنِ فَإِنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِالْمَسْحِ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ وَسَوَاءٌ قُرِئَ بِخَفْضِ اللَّامِ أَوْ بِفَتْحِهَا هِيَ عَلَى كُلِّ حَالٍ عَطْفٌ عَلَى الرُّءُوسِ: إمَّا عَلَى اللَّفْظِ وَإِمَّا عَلَى الْمَوْضِعِ، لَا يَجُوزُ غَيْرُ ذَلِكَ. لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَ الْمَعْطُوفِ وَالْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ بِقَضِيَّةٍ مُبْتَدَأَةٍ وَهَكَذَا جَاءَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: نَزَلَ الْقُرْآنُ بِالْمَسْحِ يَعْنِي فِي الرِّجْلَيْنِ فِي الْوُضُوءِ وَقَدْ قَالَ بِالْمَسْحِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ جَمَاعَةٌ مِنْ السَّلَفِ، مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنُ وَعِكْرِمَةُ وَالشَّعْبِيُّ وَجَمَاعَةٌ غَيْرُهُمْ، وَهُوَ قَوْلُ الطَّبَرِيِّ، وَرُوِيَتْ فِي ذَلِكَ آثَارٌ۔

ترجمہ۔پاؤں کے مسح کے بارے میں ہم نے جو کہا تھا یہ اس لئے ہے کہ قرآن مجید میں پاؤں کے مسح کا حکم ہے تم مسح کرو اپنے پاؤں پر یعنی لفظ(ارجل)کے لام کو

فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے یا کسرہ کے ساتھ یہ دونوں صورتوں میں لفظ (رؤوس) پر عطف ہے کیوں کہ معطوف اور معطوف علیہ کے مابین کوئی نیا قضیہ نہیں ہو سکتا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی منقول ہے کہ قرآن مجید میں پاؤں کے مسح کا حکم نازل ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ سلف میں سے ایک جماعت پاؤں کے مسح کی قائل ہے مثلا حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام، ابن عباس رض حسن ؛عکرمہ؛ شعبی؛ اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے اعلام؛ امام طبری کا قول بھی یہی ہے اور اس سلسلے میں کئی آثار بھی منقول ہیں۔ ا

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب المحلی بالآثار ج 1, ص 301 مسألۃ رجلان فی الوضو

تالیف حافظ ابو محمد علی بن احمد بن سعید المعروف بہ امام ابن حزم اندلسی متوفی 456ھ

منشاء اختلاف

اس لفظ ارجلکم کی قرات میں اختلاف ہے بعض قاریوں نے ارجلکم کی لام کو فتحہ (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے جن میں (نافع؛ابن عامر؛کسائی؛ حفص،یعقوب ہیں)

بعض قاریوں نے ارجلکمِ کی لام کو کسرہ (زیر) کے ساتھ پڑھا ہے جن میں (ابن کثیر؛حمزہ؛اور عاصم وغیرہ وغیرہ ہیں)

عربی قواعد کے مطابق دونوں قرأتوں کی صورت میں پاؤں پر مسح ہی ثابت ہوتا ہے

اگر ارجل کو رؤوس کے لفظ عطف کیا جائے تو یہ عطف علی اللفظ کی بناپر مجرور ہو گا

اگر ارجل کو رؤوس کے محل پر عطف کیا جائے تو یہ عطف علی المحل کی بناپر منصوب ہو گا عطف علی المحل کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ شئ محاورات عرب میں کثرت سے پائی جاتی ہے

مثلا کوئی کہتا ہے مررت بزید و عمرا اس میں عمرا کا بزید پر عطف ہے اور لفظ عمرا منصوب ہے عطف علی المحل کی بناپر جیسا کہ ایک شاعر کا بھی قول ہے

معاوی اننا بشر فاسجع فلسنا بالحبال ولا الحدیدا

مورد شاہد۔ لفظ الحدید ابالحبال پر عطف ہے اور یہ عطف علی المحل کی بنا پر منصوب ہے اور جب کہ ارجلکم کو وجوھکم اور ایدیکم پر عطف قرار دینا سیاق اور ظاہر کلام دونوں کے خلاف ہے چونکہ سیاق کلام کچھ اس طرح سے ہے کہ تم دھوٗ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور مسح کرو اپنے سروں اور پاؤں کا ٹخنوں سمیت اگر سیاق کلام کو مد نظر رکھتے ہوئے پاؤں کو سروں کے حکم کے ساتھ ملانا ضروری نہیں ہے تو ہاتھوں کو بھی چہروں کے حکم کے ساتھ ملانا ضروری نہیں رہے گا اس سے نظم کلام درہم برہم ہو جائے گا اور یہ شئ فصاحت وبلاغت کے خلاف بھی ہے، اور اگر (ارجلکم) کو ایدیکم اور وجوھکم پر عطف قرار دے کر فاغسلوا کا تیسرا مفعول قرار دیا جائے تو ایسا کرنا سیاق کلام کے بھی مخالف ہو گا اور فصاحت وبلاغت کے بھی منافی ہو گا تو اس صورت میں اس آیت کا ترجمہ یہ بنے گا تم دھولو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کا مسح کرو اور دھولو اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت یہ ترجمہ اس آیت کریمہ کے حسن وجمال کو ہی کھو بیٹھے گا اور کوئی عقلمند اس ترجمہ کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے فتدبر ایھا القاری

جر جوار کا بیان

اعترض: بعض علماء اہلسنت نے یہ ادعا کیا ہے کہ لفظ ارجل کو رؤوس کے جوار کی وجہ سے جر ملا ہے نہ کہ لفظ ارجل روس کا معطوف ہونے کی وجہ سے مجرور ہے

جواب 1: جر جوار وہاں جائز ہوا کرتی ہے جہاں التباس کا خطرہ نہ ہو اور التباس کے خطرہ کی صورت میں جر جوار یقینا جائز نہیں ہوتی

اگر بطور جر جوار کے ارجل پر کسرہ پڑھا جائے تو التباس کا خدشہ ہوتا ہے لہذا یہاں پر جر جوار کی وجہ سے کسرہ ناجائز ہے۔

جواب 2: جر جوار وہاں ہوتا ہے جہاں پر حرف عطف موجود نہ ہو اور یہاں پر حرف عطف موجود ہے جیسا کہ ابراھیم حنفی لکھتے ہیں

اما الجر علی الجوار اما فی عطف النسق فلایکون لان العاطف یمنع المجاورة

ترجمہ: جر جوار عطف نسق میں ہر گز نہیں ہوتی کیونکہ حرف عاطف

مجاورت کو مانع ہے۔ ا

پس یہ کہنا کہ ارجل پر کسرہ جر جوار کی وجہ سے ہے تو یہ غلط ہو گا لہذا یہاں پر جر جوار کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا لہذا ثابت یہ ہوا کہ ارجل پر کسرہ رؤوس کا معطوف ہونے کی وجہ سے ہے معطوف اور معطوف علیہ کا حکم ایک ہی ہوتا ہے جب معطوف علیہ (رؤوس) پر مسح کا حکم ثابت ہے تو معطوف (ارجل) پر بھی مسح کیا جائے گا

جواب 3: لفظ (ارجل) کو فتحہ لام (لام کی زبر) کے ساتھ پڑھا جائے تو امسحوا کا معمول ہے اور رؤس کے محل پر عطف ہے کیونکہ رؤس پر باء جارہ (با تبعیضیہ) داخل ہوا تو رؤوس لفظا مجرور ہو گیا لیکن محل اس کا نصب ہے کیونکہ امسحوا کا مفعول ہے

اب ارجل میں دونوں احتمال موجود ہیں امسحوا کا معمول ہو یا اغسلوا کا معمول ہو اور جب ایک معمول پر دو عامل جمع ہو جائیں تو قریبی عامل کا معمول بنانا اور اولی

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب الحلبی کبیری ص 16 کتاب الوضو مصنف الشیخ ابراھیم حنفی

اور انسب ہوا کرتا ہے پس ضروری ہے کہ ارجل کا عامل نصب امسحوا کو قرار دیا جائے لہذا اس صورت میں بھی پاؤں کا مسح ثابت ہوتا ہے

عذر لنگ اور اس کا بطلان

بعض علماء اہلسنت نے یہ عذر لنگ پیش کیا ہے دھونا عام حکم ہے جو مسح کو بھی شامل ہے

یہ عذر انتہائی لغو اور بے ہودہ قسم کا ہے

کیونکہ دھونا اور مسح کرنا دو الگ الگ مفہوم ہیں

دھونا تب صادق آتا ہے جب مغسول پر پانی بہہ جائے اور اس پر یقیناً مسح کا اطلاق نہیں ہوتا ہے اور مسح کا صدق اس وقت ہوتا ہے جب ممسوح پر عضو ماسح کی تری پہنچے اور پانی جاری نہ ہو اس پر دھونا صادق نہیں آتا لہذا ان دونوں کے درمیان نمایاں فرق ہے اور یہ فرق ہر خاص وعام سمجھ سکتا ہے۔ جب نصوص میں واضح طور پر پاؤں پر مسح کرنے کا حکم آیا ہے تو پھر بے ہنگ اور لایعنی قسم کی تاویلات کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟

شبہ اور اسکا ازالہ: فخر الدین رازی نے پاؤں کے مسح میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے یہ شبہ پیدا کیا ہے اور کہا ہے کہ پاؤں کے حکم کی حد مقرر ہے یعنی کعبین تک اور اسی طرح ہاتھوں کے دھونے کی حد بھی مقرر ہے کہنیوں تک پس محدود چیز کا محدود چیز پر ہی عطف ہونا چاہیے اس شبہ کا ازالہ سید مرتضی علم الہدی ان الفاظ میں کر چکے ہیں جس کو علامہ طبرسی نے اپنی تفسیر مجمع البیان میں نقل فرمایا ہے کہ پاؤں کا محدود ہونا اس کے دھونے کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ جس طرح دھونا ایک حکم شرعی ہے اسی طرح اس کے مقابلے میں مسح کرنا بھی ایک حکم شرعی ہے اس میں حدود کا متعین ہونا یا نہ ہونا کوئی اثر انداز نہیں ہے

نیز ہم ہاتھوں کے دھونے کے اس وجہ سے قائل نہیں ہیں کہ اس کی حدیں مقرر ہیں بلکہ اگر ان کی حدیں مقرر نہ بھی ہوتیں تب بھی ان کا دھونا واجب تھا کیونکہ حکم دھونے کا ہے

لہذا اس حد بندی کی وجہ سے پیروں کا دھونا ثابت کرنا نا جائز ہے اگر خواہ مخواہ مناسبت اور موافقت کا تلاش کرنا مطلوب ہے یعنی یہ کہ محدود کا عطف محدود پر ہی ہونا چاہیے اور غیر محدود پر نہیں

ہونا چاہیے جب وجوہ غیر محدود تھا تو اس پر ایدی کا عطف کیوں کیا گیا جو کہ محدود ہے پس جس طرح وجوہ غیر محدود پر ایدی محدود کا عطف دھونے کے حکم میں ہو سکتا ہے تو اسی طرح رؤوس غیر محدود پر ارجل محدود کا عطف مسح کرنے کے حکم میں بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایسا کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ پہلے جملہ میں دھونے کے اعضاء بتائے جن میں غیر محدود کو مقدم معطوف علیہ قرار دیا اور محدود کو مؤخر اور معطوف قرار دیا اس کے بعد مسح کا حکم شروع کر کے وہاں بھی غیر محدود کو معطوف علیہ اور محدود کو اس کا معطوف بنایا پس اس طریقہ سے دونوں جملے ایک دوسرے کے بالکل مشابہ ہو گئے کہ معطوف علیہ جملہ میں مغسول غیر محدود مغسول محدود کا معطوف علیہ ہے اور جملہ معطوفہ میں بھی ممسوح غیر محدود ممسوح محدود کا معطوف علیہ ہے۔ ا

ا۔ مجمع البیان فی التفسیر القرآن ج2 ص287 تفسیر سورۃ المائدہ آیت 6

کتاب تفسیر انوار النجف فی اسرار المصحف ج5 ص64 تفسیر سورۃ المائدہ آیت 6

آیت اللہ حسین بخش المعروف جاڑا متوفی 1990, عیسوی

بہر کیف فخر الدین رازی جیسے صاحب علم کے قلم سے ایسی لایعنی باتیں قابل افسوس ہیں

اعتراض۔ بعض لوگ اس اعتراض سے بچنے کے لیے یہ کہہ دیا کرتے ہیں ارجلکم پہلے اغسلوا کا معمول نہیں بلکہ اس کا عامل محذوف ہے اصل میں یوں ہے وامسحوا برؤسکم واغسلوا ارجلکم یعنی مسح کرو سروں کا اور دھو پاؤں کو جیسا کہ ایک عرب کے کلام میں ہے

علفتها تبنا وماء باردا یہاں ماء کا عامل محذوف ہے اصل میں اس طرح تھا علفتها تبنا وسقیتها ماء باردا یعنی میں نے اس کو کھلایا بھوسہ اور پلایا ٹھنڈا پانی

جواب۔ حذف وتقدیر اس مقام پر جائز ہوا کرتا ہے جہاں التباس کا خطرہ نہ ہو اور حذف پر قرینہ قاطعہ دلالت کرنے والا موجود ہو جس طرح مثال مذکور میں آیا ہے یہاں التباس کا خطرہ بھی نہیں ہے اور قرینہ بھی موجود ہے کہ پانی کا تعلق کھانے سے نہیں بلکہ پینے سے ہوا کرتا ہے لیکن ہمارے محل کلام میں ارجلکم کا عامل اگر اغسلوا محذوف ہے تو اس کا ظاہر کرنا واجب تھا کیونکہ اس کے حذف

کرنے سے مسح کا التباس بھی موجود ہے اور اس کے حذف پر قرینہ قاطعہ بھی موجود نہیں ہے اس مقام پر حدیث یا عمل اصحاب کو قرینہ قرار دینا بھی ناجائز ہے کیوں کہ ایسے مقامات پر قرینہ متصلہ ضروری ہوا کرتا ہے نہ کہ قرینہ منفصلہ ورنہ وقت عمل سے بیان کی تاخیر لازم آئے گی اور یہ چیز قطعادرست نہیں ہے تفسیر انوار النجف جلد 5 صفحہ 64 دونوں مکاتب فکر کی کتب احادیث تاریخ اور تفسیر اس بات شاید ہیں کہ اللہ تعالی نے آیت وضو میں دو چیزوں کے دھونے (منہ اور ہاتھوں) دو چیزوں کے مسح (سر اور پاؤں) کا حکم دیا ہے۔

جناب جبرائیل علیہ السلام کا وضو

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے اہل سنت کتب سے ایک حدیث مبارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس میں ذکر ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام سر اور پاؤں پر مسح کرنے کا حکم لے کر نازل ہوئے اور خود انہوں نے سر اور پاؤں پر مسح کر کے دکھایا عبارت ملاحظہ فرمائیں

فإن حديث جبريل ليس فيه إلا مسحهما: أي وهو أن جبريل أول ما جاء النبي صلى الله عليه وسلم بالوحي توضأ فغسل وجهه ويديه إلى المرفقين ومسح رأسه ورجليه إلى الكعبين۔

ترجمہ حدیث جبرائیل علیہ السلام میں پاؤں اور سر پر مسح کرنے کے علاوہ کچھ نہیں جب جناب جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی میں جو حکم الہی لائے تھے وہ یہ تھا کہ جبرایل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے سامنے وضو کیا بس انہوں نے اپنے چہرے اور منہ کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا اور اپنے سر اور پاؤں پر مسح کیا۔ ١

١۔ اہلسنت کی معتبر کتاب إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون المعروف سيرت حلبيہ ج1 ص378 باب ذكر وضوئہ وصلاتہ ﷺ قبل البعثت المؤلف: علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان الدين متوفى1044ھ الناشر: دار الكتب العلمية–بيروت الطبعة: الثانية– 427ھ

نبی کریم ﷺ نے پاؤں پر مسح کا حکم دیا

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں اہلسنت کی معتبر کتب سے دوایسی روایتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جن میں بالصراحت مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے وقت سر اور پاؤں پر مسح کرنے کا حکم صادر فرمایااور ساتھ یہ بھی تنبیہ فرمائی کہ نماز کو درجہ کمال تک پہچانے کے لیے لازم ہے کہ میرے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق وضو کیا جائے اور وضو کا طریقہ روایات میں بیان کیا گیا ہے۔

روایت 1۔حدثنا : محمد بن يحيى ، حدثنا : حجاج ، حدثنا : همام ، حدثنا : إسحق بن عبد الله بن أبي طلحة ، حدثني : علي بن يحيى بن خلاد ، عن أبيه ، عن عمه رفاعة بن رافع أنه كان جالسا عند النبي ص، فقال : إنها لا تتم صلاة لأحد حتى يسبغ الوضوء كما أمره الله تعالى يغسل وجهه ويديه إلى المرفقين ويمسح برأسه ورجليه الى الكعبين۔

ترجمہ رفاعہ بن رافع سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاتم سے کسی شخص کی نماز اس وقت تک درجہ کمال تک نہیں پہنچ سکتی جب تک تم اللہ تعالیٰ کے نازل

کردہ طریقے کے مطابق وضو نہیں کر لیتے اور اللہ تعالیٰ نے وضو میں منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونے کا حکم دیا ہے سر اور پاؤں کا ٹخنوں تک مسح کرنے کا حکم دیا ہے۔ ا

اس حدیث کی شرح میں بدر الدین عینی لکھتا ہے

حسنه أَبُو عَلِيّ الطوسي الْحَافِظ وَأَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيّ وَأَبُو بكر الْبَزَّار وَصَححهُ الْحَافِظ ابْن حبَان وَابْن حزم

ترجمہ اس حدیث کو ابو علی طوسی۔ ابو عیسی ترمذی اور ابو بکر بزار نے حسن کہا ہے اور حافظ ابن حیان اور ابن حزم نے اسے صحیح کہا ہے۔2

ا۔اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب سنن ابنِ ماجہ ج1ص480 کتاب الطھارۃ وسننھا-باب ماجاء في الوضوء علی ما أمر اللہ تعالی حدیث نمبر156 ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی متوفی 273ہجری

2 . عمدۃ القاري بشرح صحیح البخاری ج2ص241 کتاب الوضو بدر الدین عینی ابی محمد محمود بن احمد حنفی متوفی 855 ہجری

روایت 2 اخرج الطبرانی عن عباد بن تمیم عن ابیہ قال : رایت

رسول الله (ص) یتوضا ویمسح علی رجلیہ۔

ترجمہ۔ عبادہ بن تمیم سے مروی ہے کہ اس نے کہا کہ میرے باپ نے نبی کریم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور آپ ص نے اپنے دونوں پاؤں پر مسح کیا۔ ا

الامام بدر الدین اپنی کتاب شرح عینی میں ان تمام پیش کردہ روایات کو مختلف محدثین کی کتب کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد کہتا ہے ان میں سے بعض روایتیں درجہ حسن اور بعض روایتیں درجہ صحیح تک پہنچی ہوئی ہیں ۔2

جب صحیح روایات کی رو سے پاؤں کا مسح ہی ثابت ہے تو پھر حکم الہی کی مخالفت کرتے ہوئے پاؤں کا دھونا شریعت کی صریح مخالفت ہے اور یہ عمل ایک مخلص مسلمان کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہے

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب نیل الأوطار من أسرار منتقى الأخبار ج1 ص164 کتاب وضو المؤلف: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني متوفیٰ 1255ھ

2. اہلسنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج2 ص240 کتاب الوضوالشیخ الامام حافظ بدر الدین محمود بن احمد العینی التوفی 855ھ

مولا علی علیہ السلام نے پاؤں پر مسح کیا

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے وہ روایت پیش کرتا ہوں جس میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ امام علیہ السلام وضو کرتے وقت اپنے پاؤں پر مسح کیا کرتے تھے

عبارت ملاحظہ فرمائیں

حدثنا أبو داود قال: حدثنا شعبة قال: أخبرني عبد الملك بن ميسرة قال: سمعت النزال بن سبرة يقول صلى علي الظهر في الرحبة ثم جلس في حوائج الناس حتى حضرت العصر ثم أتي بكوز من ماء فصب منه كفا فغسل وجهه ويديه ومسح على رأسه ورجليه ثم قام فشرب فضل الماء وهو قائم۔

ترجمہ ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی اس نے کہا مجھے عبد الملک بن میسرہ نے خبر دی اس نے کہا میں نے نزال بن سبرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ علی علیہ السلام نے رحبہ نامی جگہ پر نماز ظہر ادا کی پھر لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے یہاں تک کہ

عصر کا وقت آگیا پھر ان کے پاس ایک کوزہ پانی لایا گیا اس سے چلو بھر کر پانی ڈالنا شروع کر دیا اور منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سر اور پاؤں پر مسح کیا پھر اٹھے اور کھڑے ہو کر پانی پیا۔ 1

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مولا امیر المؤمنینؑ وضو میں سر اور پاؤں پر مسح کیا کرتے تھے ہم علیؑ کے شیعہ ہیں ان کے طریقے کے مطابق وضو کرنا اپنا مذہبی اور شرعی وظیفہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کا عمل ہمارے لیے دلیل شرعی ہے۔

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب مسند ابی داود الطیالسی مترجم امام ابو داؤد سلیمان بن داود بن الجارود طیالسی متوفی 304ھ ص 58 باب وضو اور مسح کا بیان مترجم مولانا ابو احمد دلپزیر صاحب فاضل عربی ناشر ادارۃ القرآن والعلم الاسلامیہ

حضرت عثمان نے پاؤں پر مسح کیا

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے وہ روایت پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہے کہ وضو کرتے وقت حضرت عثمان بن عفان پاؤں دھونے کی بجائے ان پہ مسح کیا کرتے

عبارت ملاحظہ فرمائیں

حدثنا :محمد بن جعفر ، حدثنا : سعيد، عن قتادة ، عن مسلم بن يسار ،عن حمران بن ابان ، عن عثمان بن عفان أنه دعا بماء فتوضأ ومضمض واستنشق ثم غسل وجهه ثلاثا وذراعيه ثلاثا ثلاثا ومسح برأسه وظهر قدميه ثم ضحك ، فقال لأصحابه : ألا تسألوني عما أضحكني ، فقالوا : مم ضحكت يا أمير المؤمنين ، قال : رأيت رسول الله (ص) دعا بماء قريبا من هذه البقعة فتوضأكما توضأت .

ترجمہ۔ حمران بن ابان سے مروی ہے کہ اس نے کہا ایک مرتبہ عثمان بن عفان نے وضو کے لیے پانی منگوایا کلی کی ناک میں پانی ڈالا؛ تین مرتبہ منہ پر پانی ڈالا اور تین تین مرتبہ دونوں کلائیوں پر پانی ڈالا پھر سر اور پاؤں کے باہر والے حصہ پر مسح کیا پھر ہنس پڑے اور بولے کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کی وجہ نہیں پوچھوگے ؟لوگ بولے اے مسلمانوں کے رئیس آپ کیوں ہنسے ہیں؟

اس نے جواب میں کہا میں نے رسول خدا ﷺ کو اس مقام پر ایسے ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ 1

اس روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عثمان نے نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق پاؤں پر مسح کیا نہ کہ پاؤں دھوئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا شارع مقدس کی تعلیم کے عین مطابق اور تیسرے خلیفہ کی سنت بھی ہے پاؤں پر مسح کرنے کو غیر شرعی عمل قرار دینا شریعت کی کھلم کھلا مخالفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب علیہ ہے

ا۔ اہل سنت کی معتبر کتاب أحمد بن حنبل-مسند الامام أحمد بن حنبل مسند العشرة المبشرين بالجنة-مسند عثمان بن عفان ج1ص417حدیث نمبر58

صحابہ رض کرام نے پاؤں پر مسح کی گواہی دی

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اسماء پیش کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت وضو میں جہاں منہ اور ہاتھوں کے دھونے کو فرض کیا ہے وہاں ساتھ ہی سر اور پاؤں پر مسح کرنے کو فرض کیا ہے

وہ لوگ مندرجہ ذیل ہیں ابن عباس رض؛ انس بن مالک؛ امام محمد باقر علیہ السلام؛ حسن بصری؛ عکرمہ بن ابو جھل؛ شعبی اور امام طبری وغیرہ یہ وہ اعلام ہیں جن کے متعلق علماء اہل سنت نے اپنی اپنی مصنفات میں لکھا ہے کہ یہ وضو میں پاؤں پر مسح کیا کرتے تھے

تعارف

اب میں اپنے قارئین کو ان اعلام کی قدر و منزلت سے متعارف کرنے کے لیے ان کا مختصر سا تعارف کرانا مناسب سمجھتا ہوں مثلاً

امام محمد باقر علیہ السلام

یہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے نور عین اور سلسلہ امامت وولایت کے پانچویں تاجدار ہیں اور انہوں نے واقعہ کربلا کے ظلم و ستم کو اپنی آنکھوں سے دیکھاہے؛ انہیں باقر العلوم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے؛ یہ ہستی علم و فضل و کمال میں اپنی مثال آپ ہیں اور ہشام بن عبد الملک بن مروان نے انہیں زہر سے شہید کروایااور ان کی تاریخ شہادت 114 ہجری ہے

ان کا مدفن مبارک جنت البقیع ہے

ان کے مشہور شاگرد ائمہ اہلسنت میں سے اوزاعی؛ اعمش؛ ابن جریج؛ امام زھری؛ اور عمر بن دینار وغیرہ ہیں,

جناب عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

یہ صحابی رسول ﷺ ہونے کے ساتھ نبی کریم ص کے چچازاد بھائی بھی ہیں اور آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ انہیں ابن عباس کو تاویل القران کا علم عطاء فرمایہ محدث فقیہ حافظ مفسر اور راوی الحدیث ہونے میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں دونوں مکاتب فکر ان کی عظمت و جلالت کے آگے سر نگوں ہیں ان کی وفات 68 ہجری میں ہوئی ہے اور ان کا مدفن مبارک جنت البقیع ہے

ان کے مشہور شاگرد عطا بن ابی رباح؛ وھب بن منبہ؛ طاووس بن کیسان؛ مجاہد بن جبر؛ بکیر بن اخنس وغیرہ ہیں۔

انس بن مالک

یہ صحابی رسول ہونے کے ساتھ ساتھ خادم رسول بھی کہلاتا ہے اہلسنت کے نزدیک انہیں فقہ؛ حدیث؛ راوی الحدیث اور علم الحدیث میں کمال حاصل ہے. کتب اہل سنت ان کی مرویات سے بھری پڑی ہیں ان کی وفات 93 ہجری میں ہوئی ہے

عکرمہ بن ابو جہل

یہ 8 ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا اور اس کی رحلت 15 ہجری جنگ یرموک کے موقع پر ہوئی اور کتب اہل سنت میں اس سے کچھ مرویات بھی دکھائی دیتی ہیں۔

شعبی

عامر بن شعبی کوفی تابعی ہے ان کا شمار عراق کے بڑے فقہاء میں ہوتا ہے اور یہ حضرت عمر بن خطاب کے دور خلافت میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات 103 ہجری میں ہوئی ان کے مشہور شاگرد قتادہ بن دعامہ ابو اسحاق شیبانی اور ابو حنیفہ وغیرہ ہیں

حسن بصری

یہ تابعی ہیں حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوئے حضرت عثمان کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھی اور علم و فضل کے لحاظ سے وہ اپنے زمانہ کے درخشندہ ستارہ سمجھے جاتے تھے اہلسنت کے نزدیک یہ شخص جامع؛ عالم رفیع؛ فقیہ ثقہ اور قابل

اعتماد سمجھے جاتے ہیں، ان کے استاد انس بن مالک ہیں اور ان کے شاگرد قتادہ بن دعامہ واصل بن عطا؛ ایوب سجستانی وغیرہ ہیں علم حدیث اور علم قرات میں انہیں خاصی مہارت حاصل تھی اور ان کی وفات 110 ہجری میں ہوئی ہے۔

امام طبری

محمد بن جریر طبری ان کی تاریخ پیدائش 224 ہجری اور تاریخ وفات 310 ہجری ہے یہ اپنے زمانے کے بہت بڑے مفسر مورخ اور فقیہ تھے اور ان کی تقریبا ہر موضوع پر تصانیف پائی جاتی ہیں یہ شخص اہل علم کے نزدیک محتاج تعارف نہیں جو شخص ان مذکورہ بالا اعلام اور ان شخصیات کی کماحقہ معرفت اور قدر و منزلت سے اگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے وہ کتاب تہذیب وتہذیب؛ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال اور کتاب میزان الاعتدال للذھبی. وغیرہ کی طرف رجوع فرمائے۔

دعوی مع دلیل

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے بعض کتب اہل سنت سے کچھ ایسی عبارات پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں پاؤں پر مسح کے قائلین کے اسماء مذکور ہیں مثلا

تفسیر الدر المنثور کی عبارت

وأخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد عن ابن عباس قال: افترض الله غسلتين ومسحتين، ألا ترى أنه ذكر التيمم فجعل مكان الغسلتين مسحتين وترك المسحتين واخرج ابن جرير وابن المنذر عنه قتاده مثله

ترجمہ عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے جناب ابن عباس رض سے نقل کیا ہے انھوں نے بتایا اللہ تعالیٰ نے وضو میں دو چیزوں (منہ اور ہاتھوں) کے دھونے کو فرض کیا ہے اور دو چیزوں کے (سر اور پاؤں) کے مسح کو فرض کیا ہے

ابن عباس سے یہ بھی مروی کہ انھوں نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں وضو میں جن چیزوں کے دھونے کا حکم دیا گیا ان پر تو تیمم کے وقت مسح کرنے کا حکم ہے اور وضو

میں جن چیزوں پر مسح کرنے کا حکم تھا تیمم کے وقت انہیں چھوڑ دیا گیا ہے، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے 1

کتاب لغات الحدیث کی عبارت

علامہ وحید الزمان فرماتے ہیں علامہ ابنِ جریر اور شیخ محی الدین ابنِ عربی نے یہ کہا ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے وضو میں پاؤں دھوئے اور چاہے مسح کرے عکرمہ اور چند تابعین سے بھی مسح منقول ہے 2

تفسیر طبری کی عبارت

حدثنا حميد بن مسعدة قال، حدثنا بشر بن المفضل، وحدثنا يعقوب بن إبراهيم قال، حدثنا ابن علية قال، حدثنا حميد قال، قال موسى

1. اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج3 ص28 سورہ المائدہ آیت 6 للامام عبد الرحمن بن الکمال جلال الدین سیوطی متوفیٰ 911ھ دار الفکر بیروت-لبنان

2. اہلسنت کی معتبر کتاب لغات الحدیث ج3 ص86: کتاب سین مع الرآء (سرع) تالیف علامہ وحید الزمان ناشر نور محمد-کارخانہ تجارت-کتب آرام باغ کراچی

بن أنس لأنس ونحن عنده: يا أبا حمزة إن الحجاج خطبَنا بالأهواز

ونحن معه، فذكر الطّهور فقال: اغسلوا وجوهكم وأيديكم

وامسحوا برءوسكم وأرجلَكم، وإنه ليس شيء من ابن آدم أقرَب إلى

خَبَثه من قدميه، فاغسلوا بطونهما وظهورَهما وعَرَاقيبهما". فقال

أنس: صدق الله وكذبَ الحجاج، قال الله: وامسحوا برءوسكم

وأرجلِكم قال: وكان أنس إذا مسح قدميه بلّهما

ترجمہ حمید نے ہماری موجودگی میں کہا موسی بن انس نے حضرت انس سے کہا اے

اباحمزہ حجاج نے اھواز میں طہارت اور وضو کے احکام بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ

منہ ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور پیروں کو دھویا کرو عموما پیروں پر ہی گندگی لگتی

ہے پس تلوؤں کو اور پیروں کی پشت اور ان کی ایڑی کو اچھی طرح سے دھویا کرو

حضرت انس نے جواب میں کہا ہے اللہ تعالی سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے اور اللہ تعالی

فرماتا ہے (وامسحوا برؤسكم وارجلكم) تم اپنے سروں اور پاؤں کا مسح

کرو۔

حضرت انس کی عادت تھی جب پیروں کا مسح کرتے تو انہیں خوب تری دیتے اور جناب انس ہی سے مروی ہے کہ قرآن کریم میں پیروں پر مسح کرنے کا حکم ہے 1.

فتح البیان کی عبارت

قال: وذهب ابن جرير الطبري والحسن البصري إلى أن فرضهما التخيير بين الغسل والمسح وجعل القراءتين كالروايتين، وقواه النحاس، وقال داود الظاهري يجب الجمع بينهما أقول الحق أن الدليل القرآني قد دل على جواز الغسل والمسح لثبوت قراءة النصب والجر ثبوتاً لا ينكر.

ترجمہ جریر طبری اور حسن بصری اس بات کی طرف گئے ہیں پاؤں کے دھونے اور مسح کرنے میں اختیار ہے دونوں مختلف قرأتیں (قرأت بالفتحہ اور قرأت بلکسر) دونوں مخالف روایتوں کی طرح ہیں اس قول کو نحاس نے تقویت دی ہے اور داؤد

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب جامع البیان عن تأویل آي القرآن ج10 ص58 سورہ المائدہ آیت 6
المؤلف: أبو جعفر، محمد بن جریر الطبری متوفی 310ھ

ظاہری نے کہاہے کہ مسح کرنے اور دھونے کے درمیان جمع کی جائے میں کہتا ہوں قول حق یہ ہے آیت قرآنی پاؤں کے مسح اور دھونے یعنی دونوں کے جواز پر دلالت کرتی ہے قرأت نصب اور قرأت جر کی بناپر یہ ایسی قطعی دلیل ہے جس کا انکار نہیں کیاجاسکتا۔[1]

تفسیر الخازن کی عبارت

فروی عن ابن عباس أنه قال: الوضوء غسلتان ومسحتان. ویروی ذلك عن قتادة أیضا. ویروی عن أنس أنه قال: نزل القرآن بالمسح والسنة بالغسل. وعن عکرمة قال: لیس في الرجلین إنما

1. اہلسنت کی معتبر کتاب فتح البيان في مقاصد القرآن ج3ص363 سورہ المائدہ آیت6 المؤلف: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي متوفی 1307ھ عني بطبعهِ وقدّم له وراجعه: خادم العلم عَبد الله بن إبراهيم الأنصَاري الناشر: المَكتبة العصريَّة للطبَاعة والنّشْر، صَيدَا بَيروت عام النشر: 1992ع

نزل فيهما المسح. وعن الشعبي أنه قال: إنما هو المسح عن الرجلين.

ألا ترى إن ما كان عليه الغسل جعل عليه التيمم وما كان عليه

المسح أهمل. ومذهب الإمامية من الشيعة: أن الواجب في

الرجلين المسح

ترجمہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ اللہ

تعالی نے آیت وضو میں دو چیزوں (منہ اور ہاتھوں) کے دھونے اور

(سر اور پاؤں) پر مسح کو فرض قرار دیا ہے اور یہی قول جناب قتادہ سے مروی ہے

انس بن مالک سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پاؤں پر مسح کرنے

کا حکم نازل فرمایا ہے لیکن پاؤں دھونا سنت ہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں پاؤں پر مسح کرنے کا حکم نازل فرمایا

ہے

شعبی سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے دونوں پاؤں پر مسح کرنے کا حکم نازل فرمایا

ہے (آگے) فرماتے ہیں کیا تم نے غور نہیں کیا؟

کہ وضو میں جن اعضاء (منہ اور ہاتھوں) کے دھونے کا حکم آیا ہے تیمم کی صورت میں ان اعضاء پر مسح کرنے کا حکم آیا ہے اور وضو میں جن اعضاء پر مسح کرنے کا حکم آیا ہے تیمم کی صورت میں انھیں ترک کرنے کا حکم ہے

مذہب شیعہ کے نزدیک دونوں پاؤں پر مسح کرنا واجب ہے 1.

اعتراض۔ صحابہ کرام کے درمیان پاؤں کے مسح کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے کیونکہ بعض نے پاؤں کو دھونے کے لیے کہا ہے اور بعض نے پاؤں پر مسح کرنے کے لیے کہا ہے

جواب میں علمائے اہل سنت بیان فرماتے ہیں جب کسی مسئلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے درمیان اختلاف نظر آئے تو ابن عباس کے قول کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان حق میں دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں علم تاویل عطاء فرمائے

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب لباب التأویل في معاني التنزیل ج2ص17 سورہ المائدہ آیت 6 المؤلف: علاء الدین علي بن محمد بن إبراهیم بن عمر الشیحي أبو الحسن، المعروف بالخازن متوفیٰ 741ھ

عبارت ملاحظہ فرمائیں

وَحِينَئِذٍ إِنْ تَعَارَضَتْ أَقْوَالُ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فَإِنْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ فَذَاكَ وَإِنْ تَعَذَّرَ قُدِّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَهُ بِذَلِكَ حَيْثُ قَالَ: اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ

ترجمہ اگر صحابہ کے مابین ان کے اقوال میں تعارض نظر آئے تو اس صورت میں اگر اقوال میں جمع ممکن ہو جمع کرو اگر ایسا ممکن نہ ہوسکے تو ابن عباس رض کے قول کو باقی اصحاب رسول ص کے اقوال پر مقدم کیا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی تھی اے اللہ اسے علم تاویل عطاء فرما۔ 1

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب: الإتقان في علوم القرآن ج4 ص221 النوع الثامن والسبعون فی معرفہ شروط المفسر وادابہ المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (متوفی ۹۱۱ھ-) المحقق: محمد أبو الفضل إبراهيم الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب الطبعة: 1394ھ / 1974م

کتاب خود نوشت کی عبارت

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاؤں کا دھونا اولی اور افضل ہے لیکن قرآن مجید کے مطابق ان پر مسح کر لینا کافی ہے 1

کتاب فقہ حسن بصری کی عبارت

حسن بصری کی رائے یہ تھی کہ پیروں کا مسح واجب ہے وضو کرنے والا پیروں کے ظاہر و باطن کا مسح کرے گا .2

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب خود نوشت سر سیّد احمد خان ص130 مصنف ضیاء الدین لاہوری ناشر فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ کراچی سن اشاعت 1998ء

2. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب موسوعہ فقہ امام حسن بصری ص827 مصنف ڈاکٹر محمد رواس قلعجی ادارہ معارف اسلامی منصورہ_ملتان روڈ لاہور

کتب شیعہ اور وضو کا طریقہ

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے مذہب شیعہ خیر البریہ کی کتب الحدیث سے محمد آل محمد علیہم السلام کے وضو کا مفصل طریقہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ انہی ذوات قدسیہ کو ولایت تشریعی حاصل ہے اور ان کا قول و فعل اور رضا ہمارے لیے عملی نمونہ ہے اور مخلوق خدا پر خدا کی طرف سے حجت ہیں اس بھری کائنات میں ان ذوات قدسیہ سے بڑھ کر شریعت کے احکام اور رموز سے کوئی اور واقف ہو ہی نہیں سکتا جبرائیل علیہ السلام ان کی دہلیز پہ اترا؛ شریعت ان کے گھر میں نازل ہوئی یہی خانوادہ معدن رسالت ہے اور ان کی اتباع نجات کی ضمانت ہے پیغمبر اعظم ﷺ نے دنیا سے الوداع ہوتے وقت اپنی امت کو ان کے حوالے ہی کیا تھا اور فرمایا میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن ہے اور دوسری میری عترت اہل بیت ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے اگر تم نے ان دونوں کے ساتھ تمسک رکھا تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے (حدیث ثقلین)

نبی کریم ﷺ کے وضو کا طریقہ

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے بزبان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کرنے کی سعادت حاصل

کرنا چاہتا ہوں

عبارت ملاحظہ فرمائیں

علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن أذينة، عن زرارة وبكير أنهما سألا أبا جعفر (عليه السلام) عن وضوء رسول الله (صلى الله عليه وآله) فدعا بطست أو تور فيه ماء فغمس يده اليمنى فغرف بها غرفة فصبها على وجهه، فغسل بها وجهه، ثم غمس كفه اليسرى فغرف بها غرفة فأفرغ على ذراعه اليمنى فغسل بها ذراعه من المرفق إلى الكف لا يردها إلى المرفق ثم غمس كفه اليمنى فأفرغ بها على ذراعه اليسرى من المرفق وصنع بها مثل ما

صنع بالیمنی، ثم مسح رأسه وقدمیه ببلل کفه، لم یحدث لهما ماءا جدیدا

ترجمہ: جناب زرارہ اور بکیر سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نبی کریم ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے تو امام علیہ السلام نے ایک طشت پانی سے بھرا ہوا منگوایا اور اس میں اپنا دایاں ہاتھ ڈالا اور اس سے ایک چلو پانی لیا اور اسے اپنے منہ پر ڈالا اور اس سے اپنے منہ دھویا پھر اپنے بائیں ہاتھ کو طشت میں ڈالا اور اس سے ایک چلو پانی لیا اور اسے اپنے دائیں ہاتھ کی کہنی سے کلائی تک پانی ڈالا؛ اوپر سے نیچے کی طرف ہاتھ پھیرا پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا اور اس سے اپنے بائیں ہاتھ کی کہنی سے کلائی تک پانی ڈالا اور اسی طرح عمل کیا جس طرح دائیں ہاتھ پر کیا تھا پھر اپنے سر اور دونوں پاؤں کا ہاتھوں کی تری سے مسح کیا ہے اور اس کے لئے نیا پانی استعمال نہیں کیا۔[1]

---

1. فروع الکافی ج 3 ص، 25 کتاب الوضو

افعال وضو میں ترتیب کا بیان

ہم شیعہ خیر البریہ کے ہاں آئمہ ھدی علیھم السلام سے منقول شدہ

روایات بکثرت پائی جاتی ہیں جن میں افعال وضو کو بترتیب بجالانے کا حکم وارد ہوا

ہے مثلاً مرحوم کلینی نے روات کی وساطت سے امام باقر (ع) سے افعال وضو کو

ترتیب سے انجام دینے کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے اس میں امام علیہ

السلام نے پاؤں پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے

عبارت ملاحظہ فرمائیں

علي، عن أبيه، ومحمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعا،

عن حماد، عن حريز، عن زرارة قال: قال أبو جعفر (عليه السلام):

تابع بين الوضوء كما قال الله عز وجل إبدأ بالوجه ثم باليدين ثم

امسح الرأس والرجلين ولا تقدمن شيئا بين يدي شئ تخالف ما أمرت

به وإن غسلت الذراع قبل الوجه فابدأ بالوجه وأعد على الذراع

وإن مسحت الرجل قبل الرأس فامسح على الرأس قبل الرجل ثم أعد على الرجل، إبدأ بما بدأ الله به.

ترجمہ۔امام باقر(ع)نے فرمایاہے کہ:وضو کو ترتیب کے ساتھ پے درپے انجام دو، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیاہے،یعنی پہلے چہرے کو دھونا، پھر دونوں بازوں کو دھونا، پھر سر کا مسح اور آخر میں دونوں پاؤں پر مسح کرنا ہے کسی بھی عضو کو کسی دوسرے پر مقدم نہ کرو کہ اس صورت میں خداوند کریم کے حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو جاؤگے اگر اپنے چہرے کو دھونے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھولو تو واپس پلٹ کر اپنے چہرے کو دھؤ اور اسکے بعد دوبارہ اپنے بازؤ کو دھؤ اور اگر اپنے سر پر مسح کرنے سے پہلے اپنے پاؤں پر مسح کر بیٹھو تو واپس پلٹ کر اپنے سر کا مسح کرو اور اسکے بعد دوبارہ اپنے پاؤں پر مسح کرو ہمیشہ اس عضو سے ابتدا کرو جس سے خداوند کریم نے ابتداء کرنے کا حکم دیاہے۔1

---

1. کتاب اصول الکافی ج3ص34 کتاب الوضو تالیف۔الکلینی الرازی، اَبو جعفر محمد بن یعقوب بن اِسحاق (متوفی328ھ)،،ناشر:اسلامیہ، تھران ،الطبعۃ الثانیۃ،1362ھ

میرے محترم قارئین کرام جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے افعال وضو کو بترتیب بجالانے کا طریقہ بتاتے ہوئے پاؤں پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے پس معصوم علیہ السلام کا امر ہمارے لیے حجت اور دلیل شرعی ہے

اعتراض حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وضو میں پاؤں کے دھونے کا حکم دیا جیسا کہ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب میں روایت موجود ہے روایت ملاحظہ فرمائیں

عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وأبي داود جميعا ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن الحسين بن عثمان . عن سماعة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال : إذا نسيت فغسلت ذراعك قبل وجهك فأعد غسل وجهك ثم اغسل ذراعيك بعد الوجه فإن بدأت بذراعك الأيسر قبل الأيمن فأعد غسل الأيمن ثم اغسل اليسار وإن نسيت مسح رأسك حتى تغسل رجليك فامسح رأسك ثم اغسل رجليك

ترجمہ جناب ابو بصیر رض حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا جب تم بھول کر چہرہ دھونے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوڈالو تو پلٹ کر دوبارہ تم اپنے چہرے کو دھوو پھر دوبارہ تم اپنے ہاتھوں کو دھؤ اسی طرح اگر تم بھول کر دائیں ہاتھ سے پہلے بائیں ہاتھ کو دھوڈالو تو پھر پلٹ کر دوبارہ دائیں ہاتھ کو دھؤ کر بائیں ہاتھ کو دھؤ اگر تم سر کا مسح بھول کر پاؤں کا دھونا شروع کر دیتے ہو تو پلٹ کر اپنے سر کا مسح کرو پھر دوبارہ پاؤں کو دھؤلو۔1

جواب۔اغیار کی طرف سے یہ روایت بڑے طمطراق سے پیش تو کی جاتی ہے مگر افسوس ہے کہ یہ روایت ان کے خوابوں کی سہانی تعبیر پیش کرنے سے قاصر ہے کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے

اس روایت کا سلسلہ السند ہی منقطع ہے کیونکہ اس روایت کے سلسلہ السند میں سے ایک راوی حسین بن سعید ہے جس کی فضالہ بن ایوب سے ملاقات ہی ثابت نہیں جس کی وجہ سے یہ روایت ساقط عن الاعتبار قرار دی جائے گی

---

1. فروع الکافی ج3ص35

جیسا کہ علامہ النجاشی لکھتے ہیں

فضالة بن أيوب الأزدي عربي صميم ، سكن الأهواز ، روى عن موسى بن جعفر عليه السلام ، و كان ثقة في حديثه ، مستقيما في دينه . له كتاب الصلاة . قال لي أبو الحسن البغدادي السورائي البزاز . قال لنا الحسين بن يزيد السورائي : كل شئ تراه الحسين بن سعيد عن فضالة ، فهو غلط ، إنما هو الحسين عن أخيه الحسن عن فضالة و كان يقول : إن الحسين بن سعيد لم يلق فضالة۔

ترجمہ فضالہ بن ایوب ازدی یہ شخص شہر اھواز کا رہائشی تھا اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے یہ شخص روایت نقل کرنے میں ثقہ اور اپنے دین میں مستحکم ہے اور یہ کتاب الصلاۃ کا مصنف ہے مجھے ابو الحسن بغدادی سورائی بزار نے بتایا کہ ہم سے حسین بن یزید سورائی نے کہا جہاں بھی تم کسی روایت کو دیکھو کہ یہ روایت حسین بن سعید نے فضالہ سے نقل کی ہے تو سمجھ جاؤ یہ نسبت غلط ہے کیونکہ حسین نے اپنے بھائی حسن سے اور اس نے فضالہ سے

روایت کی حسین بن یزید کہتا ہے کہ حسین بن سعید اور فضالہ کے درمیان اصلا ملاقات ہی ثابت نہیں۔1

شیعہ کتب اور پاؤں کا مسح

ہماری مذہب شیعہ خیر البریہ کی کتب حدیث؛ تفسیر، اور تاریخ میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے ان پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے اور جبرائیل علیہ السلام حکم مسح لیکر سرکار ختمی المرتبت محمد رسول اللہ ﷺ و سلم پر نازل ہوئے اور آیت وضو میں چہرہ اور ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا اور سر اور پاؤں پر مسح کرنے کا حکم دیا گیا اور ایسا کرنا وضو کے فرائض میں سے ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین

1. حوالہ رجال نجاشی فهرست أسماء مصنفی الشیعة المشتہر بہ رجال النجاشی، ص311، تالیف۔ النجاشی الأسدی الکوفی، ابو العباس أحمد بن علی بن أحمد بن العباس (متوفی450ھ) تحقیق: السید موسی الشبیری الزنجانی، ناشر: مؤسسة النشر الاسلامی۔ قم، الطبعة: الخامسة، 1416ھ

مورد شاہد کے طور پر یہاں کچھ حوالہ جات پیش خدمت ہیں مثلا

تفسیر عیاشی کی عبارت

عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: فرض الله الغسل على الوجه والذراعين والمسح على الرأس والقدمين فلما جاء حال السفر والمرض والضرورة وضع الله الغسل وأثبت الغسل مسحا فقال: وان كنتم مرضى أو على سفر أو جاء أحد منكم من الغائط أو لامستم النساء

ترجمہ جناب زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالی نے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو دھونے سر اور پاؤں پر مسح کرنے کو فرض قرار دیا مگر جب سفر میں ہو یا بیمار پڑ جاؤ یا کوئی اور ضرورت در پیش ہو تو اللہ تعالی نے ان صورتوں میں دھونے کی جگھوں پر مسح کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی شخص غایط کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے ملاپ کیا ہو۔1

1. تفسیر العیاشی ج1ص302 سورہ المائدہ آیت6 محمد بن مسعود العیاشی السمرقندی متوفیٰ320ھ

کتاب الاستبصار کی عبارت

اخبرني الشيخ رحمه الله عن أحمد بن محمد عن أبيه عن الحسين بن الحسن بن أبان ومحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد جميعا عن الحسين بن سعيد عن فضالة عن حماد ابن عثمان عن سالم وغالب بن هذيل قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن المسح على الرجلين؟ فقال : هو الذي نزل به جبرائيل عليه السلام

ترجمہ: غالب بن ہذیل کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پاؤں پر مسح کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پاؤں پر مسح کرنے کا حکم جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نازل فرمایا ہے [1]

---

1. کتاب الاستبصار فیما اختلف من الاخبار ج1 ص64 باب وجوب المسح علی الرجلین الشیخ ابو جعفر طوسی متوفیٰ 460ھ

مجمع البیان کی عبارت

(وأرجلكم إلى الكعبين): اختلف في ذلك فقال. وقد روي القول بالمسح عن جماعة من الصحابة والتابعين، كابن عباس، وأنس، وأبي العالية، والشعبي، وقال الحسن البصري بالتخيير بين المسح والغسل، ، وإليه ذهب الطبري، والجبائي، إلا أنهما قالا: يجب مسح جميع القدمين، ولا يجوز الاقتصار على مسح ظاهر القدم۔

ترجمہ۔ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے پاؤں پر مسح نقل کیا گیاہے جیسا ابن عباس انس بن مالک ابی عالیہ اور شعبی اور حسن بصری نے کہاہے کہ نمازی کو اختیار ہے کہ وہ پاؤں پر مسح کرے یا انہیں دھوئے یہی نظریہ طبری اور جبائی نے اختیار کیا مگر ان دونوں کے نزدیک پورے پاؤں کا مسح کرنا واجب ہے فقط ظاہری قدم پر اقتصار کرنا جائز نہیں۔ 1

---

1. مجمع البیان فی التفسیر القرآن ج3 ص255 سورہ المائدہ آیت 6

پس شیعہ اور اہل سنت منابع اور مصادر کی رو سے جناب ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے قول اور عمل سے پاؤں پر مسح کرنا ہی ثابت ہوتا ہے نہ کہ ان کا دھونا لہذا حدیث نبویؐ کے مطابق جناب ابن عباس رض کے قول اور فعل کو باقی اصحاب رسول ص کے اقوال اور افعال پر حاکمیت حاصل ہو گی

خلاصہ الکلام :

قران مجید اور احادیث صیحہ اور صریحہ کے مطابق وضو میں چہرے اور ہاتھوں کا دھونا اور سر اور پاؤں پر مسح کے علاوہ کچھ ثابت نہیں ہوتا اس پر رسولؐ اور آل رسول علیہم السلام کا عمل شاہد ہے اور جنہیں ولایت تشریعی حاصل ہے

وضاحت

میں اس بات کی وضاحت کرتا چلا جاؤں کہ فقہ جعفریہ کے مطابق وضو سے پہلے پاؤں کا دھونا مستحب ہے ہاں اگر پاؤں پر کوئی نجاست وغیرہ لگ جائے تو اس صورت میں پاؤں سے نجاست وغیرہ زائل کرنے کے لیے پاؤں کا دھونا واجب

ہے بعض شر پسند عناصر خواہ مخواہ سادہ لوح عوام کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں کہ شیعہ حضرات وضو میں پاؤں دھونے کے قائل نہیں اور نجس پاؤں پر مسح کر لیتے ہیں

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

نماز کا بیان

نماز فارسی زبان کا لفظ ہے اور بطور اسم مستعمل ہے اس کے متعدد معنی ہیں مثلاً پرستش؛عاجزی؛انکساری اور اہل اسلام کی عبادت: حوالہ فیروز اللغات اردو جدید ص688مادہ(ن-م)

لیکن یہاں پر ہمارا محل شاہد نماز بمعنی اہل اسلام کی عبادت ہے عربی زبان میں اس کیلئے لفظ صلوۃ استعمال ہوا ہے علامہ جزیری نماز کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں اصطلاح فقہ میں نماز ان اقوال اور افعال کا مجموعہ ہے جو تکبیرہ تحریمہ سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہو جاتا ہے۔ 1

نماز کی اہمیت اور فضیلت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ کفر اور اسلام کے درمیان حد فاصل ہے؛ نماز مومن کی معراج اور تقوی الہی کا رئیسی سبب ہے نماز انسان کو معصیت الہی سے بچاتی ہے اور اسے تقرب الہی نصیب کرتی ہے؛ نماز کی اہمیت کو

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج1(عبادات)ص212 کتاب الصلاۃ تالیف عبد الرحمن جزیری ترجمہ منظور احسن عباسی ناشر علماء اکیڈمی

اجاگر کرتے ہوئے فرزند رسول ص دلبند بتول سلام اللہ علیہا حسین ابن علی علیہما السلام نے روز عاشور تیروں کی بارش میں بھی نماز ادا کی جس سے نانا کی امت کو پیغام دیا نماز کسی حالت میں بھی معاف نہیں اور روز محشر سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا وہ نماز ہے اگر نماز قبول ہو گئی تو باقی سب اعمال قبول ہو جائیں گے اگر نماز رد کر دی گئی تو سب اعمال رد کر دیے جائیں گے گویا کہ تمام اعمال صالح کی قبولیت کا دارومدار نماز پر ہے اور یہ نماز قیام؛ نیت؛ رکوع؛ سجود ؛ قنوت؛ قعود اور سلام وغیرہ جیسے مختلف اجزاء اور ہیتوں پر مشتمل ہے

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کو ان ذکر کردہ مختلف اجزاء اور ہیتوں کا مختصر طور پرً تعارف کرنا مناسب سمجھتا ہوں ان ذکر کردہ اجزاء میں سے پہلا جزو نیت ہے

نیت کا بیان

نیت کے لغت کے لحاظ سے متعدد معانی ہیں

ارادہ، عزم، قصد• مرضی؛ منشا، مراد: مطلب، مقصد، خواہش، طبیعت۔• لیکن اس مقام پر نیت سے مراد قصد اور ارادہ ہے جو نمازی مصلی عبادت پر روبقبلہ

کھڑے ہو کر دل ہی دل میں کرتا ہے مثلاً میں فلاں وقت کی اتنی رکعت نماز ادا / قضا پڑھتا ہوں / پڑھتی ہوں واجب / سنت / قربۃ الی اللہ: یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نیت ایک قلبی فعل ہے جس کا تلفظ نہیں ہے مثلاً وہ اس طرح الفاظ ادا کرتے ہوئے کہے کہ میں فلاں وقت کی اتنی رکعت نماز ادا / قضاء / واجب / سنتِ / پڑھتا ہوں / پڑھتی ہوں قربۃ الی زبان سے فقط اللہ اکبر کے تلفظ کا شارع مقدس نے حکم دے رکھا ہے۔

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے کتب اہل سنت میں سے کچھ ایسی عبارتیں ذکر کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نیت ایک قلبی فعل ہے جس کا زبان پر لانا ضروری نہیں اور یہ بات عمل نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے

مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے وقت نیت کو زبان پر نہیں لایا کرتے تھے بلکہ دل ہی میں قصد کر لیا کرتے

روایت ملاحظہ فرمائیں

كان إذا قام إلى الصلاة قال: "الله أكبر" ولم يرو عنه التكلم

بلفظ النية. وكان يرفع يديه مع التكبير حتى يحاذي بهما أذنيه،

ترجمہ: مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے زبان سے نیت کا تلفظ ادا نہ کرتے اور اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر بلند کرتے .1

اسی طرح فقہاء اہلسنت بھی فرماتے ہیں نیت کا زبان پر لانا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں قصد کرلینا ہی کافی

مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نیت کے متعلق فرماتے ہیں: زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں بلکہ دل میں اتنا سوچ لیں کہ میں آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں یہ کافی ہے___ جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا کچھ ضروری نہیں 2 .

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: من ہدی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم المسمی «سفر السعادة» ص 28 مولف: إبوطاہر مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزابادی (متوفی 816ھ-) ضبط و تحقیق: إحمد عبد الرحیم الساتح، عمر یوسف حمزة الناشر: مرکز الکتاب للنشر، القاہرة- جمہوریۃ مصر العربیۃ الطبعۃ: الأولی، 1417ھ- - 1997م

2. مقبول بہشتی زیور حصہ دوم ص78

اور اسی طرح اہلسنت عالم دین الشیخ عبد الرحمن عزیز فرماتے ہیں کہ نماز سے پہلے دل میں نیت کرنا لازمی ہے ورنہ نماز نہیں ہو گی رسول خدا نے فرمایا انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے نیت کا معنی ہے ارادہ اور ارادہ کرنا قلبی فعل ہے نیت دل سے کرنی چاہیے زبان سے الفاظ کہنا رسول اللہ اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں اور یہ عمل بے اصل اور بدعت ہے اور اس سے پرہیز کرنی چاہیے 1.

اس بحث کا ماحصل یہ ہے کہ شیعہ سنی دونوں مکاتب فکر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نیت کا زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ دل میں قصد کر لینا ہی کافی ہے

کتاب صحیح نماز نبوی ﷺ کتاب وسنت کی روشنی میں ص135

نیت اور خشوع وخضوع کا بیان تالیف الشیخ عبد الرحمن عزیز اشاعت اول 2009 عیسوی ناشر دار اندلس اسلام کی نشر واشاعت کا عالمی مرکز 4 لیک روڈ چوبر جی لاہور پاکستان

تکبیر تحریمہ کا بیان

تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) اس کا دوسرا نام تکبیرۃ الاحرام ہے یہ تکبیر شیعہ سنی دونوں مکاتب کے کے نزدیک ارکان نماز میں سے ہے اسے عمدا یا سھوا ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اسے تکبیر تحریمہ / تکبیرۃ الاحرام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے کہ لینے سے نمازی پر وہ تمام امور بجالانا حرام ہو جاتے ہیں جو یہ تکبیر کہنے سے پہلے اس پر مباح تھے مثلاً کھانا پینا سونا وغیرہ وغیرہ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تکبیر کہتے وقت ہاتھ کہاں تک بلند کرنے ہیں آیا کندھوں تک بلند کرنے ہیں یا کانوں کی لو کے برابر بلند کرنے ہیں اس کا جواب شیعہ سنی طرق سے نقل شدہ روایات میں کچھ اس طرح سے ملتا ہے

روایت ملاحظہ فرمائیں

عن زرارة، عن أبي جعفر (عليها لسلام) قال: إذا قمت في الصلاة فكبرت فارفع يديك ولا تجاوز بكفيك اذنيك. أي حيال خديك

ترجمہ جناب زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

امام علیہ السلام نے فرمایا جب نماز کیلئے کھڑے ہو اور تکبیر کہو تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرو مگر اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کانوں سے اوپر نہ لے جاو یعنی اپنے رخساروں تک بلند کرو.1

اہلسنت کے ہاں بھی ایسی روایت ملتی ہے جس میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر بلند کیا کرتے تھے

روایت ملاحظہ فرمائیں

وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ أَنَّهُ رَأَى نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ: حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ

ترجمہ: قتادہ سے مروی ہے اس نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر بلند کرتے تھے.2

---

1. کتاب فروع الکافی ج3 ص309 (باب)(افتتاح الصلاة والحد في التكبير ومايقال عند ذلك تالیف ثقہ الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی متوفی 328ھ

2. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح مسلم ج1 ص293 بَاب اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الإِحْرَامِ المؤلف: أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (متوفى 261ه-) المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي

اہلسنت کے ہاں دو طرح کی روایات پائی جاتی ہیں بعض میں ذکر ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ تکبیرۃ کہتے وقت ہاتھوں کو کندھوں کے برابر بلند کیا کرتے تھے اور بعض میں ذکر ہے کہ انحضرت ﷺ تکبیرۃ کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر بلند کیا کرتے تھے

ہم شیعہ حضرات نبی اور عترت نبی علیہم السلام کے عمل کی متابعت کرتے ہوئے تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر بلند کیا کرتے ہیں ہمارا یہ عمل بدعت نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ اور ان کی عترت طاہرہ کی سنت کے مطابق ہے

جبکہ اہل سنت کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے مقابل بلند کر کے اللہ اکبر کہا جائے

قیام کا بیان

قیام لغت کی رو سے سیدھا کھڑے ہونے کو کہا جاتا ہے اور یہ قعود کی ضد ہے قیام نماز کے ارکان فعلیہ میں سے ہے جسے عمداً یا سہواً ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے نماز میں قیام کا مطلب ہے کہ کمر کے مہروں کو سیدھا رکھتے ہوئے اگے

؛ پیچھے دائیں بائیں کی طرف جھکے بغیر پاؤں پر سیدھا کھڑا ہونا ہے مگر شریعت مقدسہ نے معذور اور مجبور شخص کو ایسا کرنے سے رخصت دے رکھی ہے

قیام کی حالت میں نیت کرنے کے بعد مرد اور خاتون دونوں تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو بالخصوص انگشت شہادت کو کانوں کی لو کے برابر قرار دیتے ہوئے تکبیرۃ الاحرام یعنی اللہ اکبر کہیں اور اللہ اکبر ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتے وقت کہی جاتی ہے

اللہ اکبر کہنے کے بعد مرد اور خواتین اپنے کھلے ہوئے دونوں ہاتھ رانوں پر گھٹنوں کے مقابل رکھیں اور انگلیاں کھلی رکھیں اور مرد حضرات پاؤں کے درمیان تین کشادہ انگلیوں کے برابر فاصلہ رکھیں خاتون حالت قیام میں پاؤں کو ملا کر رکھے

مرد اور خاتون اپنی نگاہیں مقام سجدہ پر رکھیں

حنفیہ کے نزدیک دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار چار انگلیاں ہیں اس سے کم یا زیادہ فاصلہ رکھنا مکروہ ہے شافعیہ نے یہ مقدار ایک بالشت بتائی ہے اور اس سے کم یا زیادہ فاصلہ رکھنا مکروہ ہے

حنابلہ کے نزدیک دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ رکھنا سنت ہے اور شافعیہ کے نزدیک دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھنا مستحب ہے.1

1.اھل سنت حضرات کی معتبر کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج1 ص315

قراءت کا بیان

قراءت کا لغوی معنی پڑھنے کا ہوتا ہے

اصطلاح فقہ میں قرأت سے مراد نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں ہیں

سورہ الحمد سے پہلے پڑھی جانے والی مسنون اور مستحب ادعیہ ماثورہ ہماری کتب احادیث اور فقہ میں منقول ہیں جنہیں اکثر اوقات مومنین فرادی نمازوں میں پڑھ کر نماز کو حسن بخشنے کی کوشش کرتے

اللہ تعالیٰ مومنین کی نمازوں کو آپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائے لیکن باجماعت نماز میں عام طور پر نماز کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورہ فاتحہ سے کی جاتی ہے کیونکہ ہم امامیہ کے نزدیک بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے

حنفیہ کے نزدیک نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ کہنا سنت ہے لیکن حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک فرض ہے مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔1

ا۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج1ص311

ہم نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد عام طور پر دو چھوٹی سی سورتوں کی قرأت کرتے مثلا پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ انا انزلناہ کی قرأت کرتے ہیں دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ توحید کی قرأت کرتے ہیں ؛ تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں ہم نے ایسا کرنا اخذ کیا ہے ان ذوات قدسیہ سے جو اس شریعت کے حقیقی شارح اور معلم ہیں وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام ہیں

جبکہ کتب اہل سنت میں بھی منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر ؛ عمر اور عثمان نماز میں قرأت کی ابتدا سورہ فاتحہ یعنی الحمد للہ سے کیا کرتے تھے

عبارت ملاحظہ فرمائیں

روایت 1 :أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} [الْفَاتِحَة:] ١

ا۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب مسند الشافعی ص 36 باب : من کتاب استقبال القبلہ فی الصلاہ
تالیف : الشافعی ابو عبد اللہ محمد بن إدریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبی القرشی المکی (متوفی 204) الناشر : دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان

ترجمہ: انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر؛ عمر اور عثمان نماز میں قرأت کی ابتدا سورہ فاتحہ یعنی الحمد للہ رب العالمین سے کیا کرتے تھے

روایت 2:

٢ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبَانُ الْعَطَّارُ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے اس کے باپ نے کہا کہ نبی کریم ص پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسرا سورہ مکمل پڑھا کرتے اور آخری دو رکعتوں میں فقط سورہ فاتحہ پر اکتفا کیا کرتے. 1

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب: المصنف في الأحاديث والآثار ج 1 ص 327: کتاب الصلوات باب من کان یقر فی الاولین بفاتحہ الکتاب وسورہ المؤلف: أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي متوفی 235ھ تقديم وضبط: كمال يوسف الحوت الناشر: (دار التاج - لبنان)، (مكتبة الرشد - الرياض)، (مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة) الطبعة: الأولى، 1409ھ - 1989 م

اہل سنت حضرات ہاتھ باندھنے کے بعد یہ دعا پڑھتے ہیں...سبحانك اللهم وبحمدك تبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك پھر اعوذ بالله من الشيطان الرجيم اور بسم الله الرحمن الرحيم پڑھ کر مکمل سورہ الحمد پڑھتے ہیں جب ولا الضالین پر پہنچتے ہیں تو آمین کہتے ہیں پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھتے ہیں پھر اللہ اکبر کہ کرر کوع میں جاتے ہیں بحوالہ مقبول بہشتی زیور حصہ دوم ص79

نوٹ: ہمارے مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے نزدیک بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا مستحب ہے

بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے

مذہب امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ

بسم اللہ سوائے سورہ التوبہ کے قران مجید کی ہر سورہ کا جزو ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالی نے باقی آیات اور سورتوں کو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے قلب مصطفی پر نازل فرمایا اسی طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بھی قلب

مصطفی پر نازل فرمایا ہمارے مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے مطابق چاہے نماز جہری ہو یا اخفاتی ہو ان دونوں نمازوں میں بسم اللہ کو بالجہر یعنی تھوڑی سی بلند آواز میں پڑھنا مستحب ہے

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کا جزو ہے جیسا کہ روایت میں آیا ہے قال قيل لأمير المؤمنين (عليه السلام) أخبرنا عن بسم الله الرحمن الرحيم أهي من فاتحة الكتاب؟ قال فقال نعم كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقرأها ويعدها آية منها۔

ترجمہ: مولا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام سے پوچھا گیا آپ ہمیں بتائیں کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کا جزو ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا جی ہاں: رسول خدا اسے پڑھتے اور اسے سورہ فاتحہ کی ایک آیت شمار کرتے.1

ا۔ کتاب وسائل الشیعہ ج6 ص59 حدیث 7343 . 11- باب ان البسملة آية من الفاتحة عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج2 ص270 حدیث 59 تالیف الشیخ صدوق تألیف محمد بن الحسن الحرّ العاملي المحقق: موسسہ آل البیت علیہم السلام لإحياء التراث۔ قم المترجم: الموضوع: الحديث وعلومه الناشر مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث۔ قم

محقق حلیؒ فرماتے ہیں

والبسملة آية منها (الفاتحه) تجب قراءتها معها

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ کا جزو ہے اور سورہ فاتحہ کے ساتھ اس کی قرأت واجب ہے۔ ا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان دنوں میں بسم اللہ بالجہر پڑھا جن دنوں میں بسم اللہ بالجہر نہیں پڑھا جارہا تھا

عبارت ملاحظہ فرمائیں

محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن الحسين سعيد، عن القاسم بن محمد عن صفوان الجمال قال: صليت خلف أبي عبد الله (عليه السلام) أيا ما فكان إذا كانت صلاة لا يجهر فيها جهر ببسم الله الرحمن الرحيم وكان يجهر في السورتين جميعا۔

ا۔ کتاب شرائع الاسلام ص64 ذکر

ترجمہ: محمد بن صفوان جمال بیان کرتا ہے کہ میں نے ان دنوں میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھی جن دنوں میں بسم للہ بالجہر ترک کیا جاچکا تھا امام علیہ السلام نے ان دنوں میں دونوں سورتوں کے ساتھ بسم اللہ بالجہر پڑھی 1.

امام شوکانی فرماتے ہیں

. وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ إِلَى الْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ

ترجمہ۔اہل بیت اطہارؑ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھا جائے 2

اقوال العلماء

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں اپنے دعوے کی تائید اور اسے مزید تقویت دینے کیلئے کچھ علمائے اہل سنت کے اقوال پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے

---

1. کتاب فروع الکافی ج3 ص315 ثقہ الاسلام محمد یعقوب کلینی متوفی 329ھ

2 . اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب نیل الاوطار ج232

مثلا علامہ عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں

قال الشافعی واحمد انها منها فتجب وكذالك القول فی الجهر بها

ترجمہ: امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مذہب میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ کی آیات میں سے ہے اور اس کا پڑھنا واجب ہے اور اسی طرح سورہ فاتحہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا بھی بالجہر پڑھنا واجب ہے۔1

علامہ سہیلی فرماتے ہیں وقال السهيلي: نزلت بعد ذلك مع كل سورة لا منها

ترجمہ. سہیلی نے کہاہے کہ سورہ اقراء کے بعد ہر سورۃ کے ساتھ بسم اللہ نازل ہوئی ہے۔2

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب میزان الکبری للشعرانی ص133

2. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ج2 ص394 باب مبعث النبی صلی الله علیه واله وسلم مدخل المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن شهاب الدين بن محمد الزرقاني المالكي متوفی 1122ھ الناشر: دار الكتب العلمية الطبع الاولی 1998م

سنی عالم الدین صدیق حسن خان فرماتے ہیں

وقد أورد شيخنا العلامة الشوكاني في شرح المنتقى ما لا يحتاج الناظر فيه إلى غيره. والحاصل: أن الحق ثبوت قراءتها وأنها آية من كل سورة وأنها تُقرأ في الصلاة جهراً في الجهرية وسرا في السرية

ترجمہ: ہمارے شیخ علامہ شوکانی نے اپنی کتاب شرح المنتقی میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بارے میں اس قدر تفصیلی گفتگو کی ہے جو اس کا مطالعہ کرلیتا پھر اسے اس موضوع کے متعلق کسی دوسری کتاب کی طرف مراجعت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی

حق یہ ہے نماز میں بسم اللہ کا پڑھنا ثابت ہے اور یہ ہر سورۃ کا جزو ہے اور اسے جہری نماز میں بالجہر پڑھا جائے اور اخفاتی نماز میں اسے دھیمے لہجہ میں پڑھا جائے۔1

نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ بالجہر پڑھا

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے کتب اہل سنت میں سے دو ایسی

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البھیۃ ص 101 باب کیفیۃ الصلاۃ تصنیف صدیق حسن خان قنوجی متوفی 1307ھ

روائتیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جن میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ حالت نماز میں دونوں سورتوں کو بسم اللہ بالجہر کے ساتھ پڑھا کرتے

عبارت ملاحظہ فرمائیں مثلاً

کتاب الدار قطنی کی عبارت

روایت 1 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ , ثنا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ شَيْبَانَ , نا مَحْفُوظُ بْنُ نَصْرٍ , ثنا عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ , قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي , عَنْ أَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ , عَنْ عَلِيٍّ , قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يَجْهَرُ بِـ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي السُّورَتَيْنِ جَمِيعًا۔

ترجمہ۔:مولا علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فریضہ نماز میں پڑھی جانے والی دونوں سورتوں کے ساتھ بسم اللہ بالجہر پڑھا کرتے تھے.1

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: سنن الدار قطني ج2 ص66 باب بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي الصَّلَاةِ وَالْجَهْرِ بِهَا المؤلف: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدار قطني (متوفى 385ھ حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، 1424ھ - 2004 م

روایت 2 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَمَّارٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْهَرُ فِي الْمَكْتُوبَاتِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَقَالَ: صَحِيحُ الْإِسْنَادِ۔

ترجمہ: ابی طفیل نے مولا علی علیہ السلام اور جناب عمار یاسر رض سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فریضہ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بالجہر پڑھا کرتے تھے۔

مولف صاحب اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ھے۔1

مولا علی علیہ السلام نے بسم اللہ بالجہر پڑھا

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے کتب اہل سنت میں سے ایک ایسی روایت پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہے کہ مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام نماز میں بسم بالجہر پڑھا کرتے۔1

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب نصب الرایہ لاحادیث الھدایہ ج 1 ص 327 کتاب الصلاۃ باب صفۃ الصلاۃ تالیف جمال الدین الزیلعی متوفیٰ 763ھ الطبع الاولی 1997 عیسوی

روایت ملاحظہ فرمائیں

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الزِّيقِيُّ، ثنا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الزِّيقِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَصَلَّيْتُ وَرَاءَهُ فَسَمِعْتُهُ يَجْهَرُ، بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ:۔ شعبی سے مروی ہے کہ میں نے مولا علی علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھی اور میں نے انہیں دیکھا کہ وہ بسم اللہ بالجہر پڑھ رہے تھے۔1

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب سنن الکبری ج2 ص70 رقم الحدیث 2401 کتاب الصلاہ باب افتتاح القراۃ فی الصلاہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مؤلف ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی متوفی 458ھ

محقق محمد عبد القادر عطا الناشر دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعہ الثالثہ 2003ع

بسم اللہ بالجہر کے قائلین

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے ان اعلام اور فقہاء اہل سنت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو نماز میں بسم اللہ بالجہر کے قائل تھے جن کا ذکر خطیب نے کیا ہے.

قَالَ الْخَطِيبُ: وَأَمَّا التَّابِعُونَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِمَّنْ قَالَ بِالْجَهْرِ بِهَا فَهُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُذْكَرُوا وَأَوْسَعُ مِنْ أَنْ يُحْصَرُوا مِنْهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ وَطَاوُسٌ وَعَطَاءٌ وَمُجَاهِدٌ وَأَبُو وَائِلٍ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَابْنُ سِيرِينَ وَعِكْرِمَةُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَابْنُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ وَنَافِعٌ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَبُو الشَّعْثَاءِ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَمَكْحُولٌ وَحَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ

ترجمہ: خطیب نے کہا ہے کہ تابعین اور ان کے مابعد فقہاء

کی تعداد کئی گنا اس سے زیادہ ہے جو نماز میں بسم اللہ بالجہر کے قائل تھے مگر یہاں پر ان میں سے بعض اعلام کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً سعید بن مسیب ؛ طاوس

؛عطاء؛ مجاہد ابو وائل؛ سعید بن جبیر ؛ابن سیرین ؛عکرمہ؛علی بن الحسین ؛ محمد باقر علیہما السلام ؛سالم بن بن عبد اللہ بن عمر؛؛محمد بن منکدر ؛ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم؛ محمد بن کعب عمر کے غلام نافع ؛ابو شعشا ؛عمر بن عبدالعزیز ؛مکحول؛اور حبیب بن ثابت وغیرہ وغیرہ۔ا

میرے محترم قارئین جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام صحابہ کرام؛ تابعین عظام اور بعض فقہائے اہل سنت نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھا کرتے تھے اگر یہ عمل نعوذ باللہ بدعت اور غیر شرعی ہوتا تو یہ اعلام اس عمل کے ہر گز مرتکب نہ ہوتے قصۃ المختصر: ان علام کا نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھنا اس عمل کی مشروعیت کی محکم دلیل ہے.

ا۔اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ج2 ص232 (ابواب صفۃ الصلاۃ) باب ماء جاء فی بسم اللہ الرحمن الرحیم تالیف محمد علی شوکانی یمنی متوفی 1250ھ تحقیق عصام الدین الصبابطی الناشر دار المعرفہ طبع الاولی 1993 عیسوی

احمد شاکر کا قول

محقق احمد محمد شاکر ابن حزم کی کتاب المحلی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں جو لوگ نماز میں فاتحہ کو بسم اللہ کے بغیر پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں 'جن احادیث سے انھوں نے استدلال کیا ہے وہ یا تو ضعیف ہیں یا ان سے صراحۃ یہ بات ثابت نہیں ہوتی تمام قراء بلا اختلاف اس بات پر متفق ہیں کہ سورہ الفاتحہ کے شروع میں بسم اللہ لکھی جائے عملا بھی تمام مصاحف میں اس طرح کیا گیا ہے یہ ایسی بین دلیل ہے جس سے جملہ اختلافات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ا

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب المحلی تالیف ابن حزم اندلسی اردو ج2 ص446 حاشیہ (بسم اللہ کا پڑھنا یا نہ پڑھنا) ترجمہ مولانا غلام احمد حریری صدر شعبہ علوم اسلامیہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ناشر المجلس العلمی السلفی شعبہ تالیف دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ-لاہور پاکستان طبع اول 1990 عیسوی

بسم اللہ حذف کرنے کا بیان

تاریخ اتنا بتاتی ہے کہ ابتدائے اسلام میں بسم اللہ کا سورہ فاتحہ کا جزو ہونے اور نماز میں اس کے پڑھنے پر کوئی اختلاف نہ تھا مگر جب معاویہ کا دور حکومت آیا تو اس نے بسم اللہ کو نماز سے حذف کرنے کی مذموم کوشش کی اور اس نے بسم اللہ کو نماز میں سے نکالنا چاہا جس پر مہاجرین وانصار پکار اٹھے اور کہنے لگے اے معاویہ تو نے نماز میں بسم اللہ کو کیوں چرایا ہے کیا تو نے جان بوجھ کر اسے چھوڑا ہے یا بھول کر چھوڑا ہے بسم اللہ کہاں ہے؟ یہ روایت اہل سنت کے متعدد مصادر اور منابع احادیث میں پائی جاتی ہے اور ہم یہاں پر اس کو مسند امام شافعی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں عبارت ملاحظہ فرمائیں

أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَصَلَّى بِهِمْ وَلَمْ يَقْرَأْ {بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} وَلَمْ يُكَبِّرْ إِذَا خَفَضَ وَإِذَا رَفَعَ، فَنَادَاهُ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ سَلَّمَ وَالْأَنْصَارُ: أَيْ مُعَاوِيَةُ، سَرَقْتَ صَلَاتَكَ، أَيْنَ {بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} وَأَيْنَ التَّكْبِيرُ إِذَا خَفَضْتَ وَإِذَا رَفَعْتَ؟ فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةً أُخْرَى فَقَالَ ذَلِكَ فِيهَا الَّذِي عَابُوا عَلَيْهِ

ترجمہ.:ابن رفاعہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ ایک دفعہ معاویہ مدینے آیا اس نے لوگوں کو (عشاء) پڑھائی اور بسم اللہ کو چھوڑ دیا اور اسی طرح سے اس نے رکوع اور سجدے میں جاتے وقت اور وہاں سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہنا بھی چھوڑ دیا جب اس نے سلام پھیر لیا تو مہاجرین اور انصار پکار اٹھے اور اس سے کہنے لگے اے معاویہ تو نے نماز میں چوری کی ہے بسم اللہ کہاں ہے اور رکوع اور سجدے میں جاتے وقت اور وہاں سے سر اٹھاتے وقت تو نے اللہ اکبر کہنا چھوڑ دیا ہے کیا تو نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے یا بھول گیا ہے؟

پھر اس نے لوگوں کو دوبارہ نماز پڑھائی اور اس میں بسم اللہ کو بھی پڑھا اور رکوع اور سجدے میں جاتے وقت اور وہاں سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر بھی کہا. 1

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب مسند الشافعی ص37 باب من کتاب استقبال القبلہ فی الصلاہ مصنف محمد بن ادریس شافعیؒ مکی متوفی 304ھ

بسم اللہ کے حذف کرنے کی وجہ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جب متعدد روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم اور اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام اور تابعین عظام اپنی اپنی نمازوں میں بسم اللہ کو پڑھا کرتے تھے تو پھر معاویہ نے اس پر اپنے ہاتھ کیوں دھوئے اس کا جواب فخر الدین رازی نے کچھ اس طرح سے دیا ہے۔

رَوَى أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَجْهَرُونَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. : أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجَهْرِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْإِسْرَارِ بِهِ فَقَالَ: لَا أَدْرِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ فَثَبَتَ أَنَّ الرِّوَايَةَ عَنْ أَنَسٍ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ قَدْ عَظُمَ فِيهَا الْخَبْطُ وَالِاضْطِرَابُ، فَبَقِيَتْ مُتَعَارِضَةً فَوَجَبَ الرُّجُوعُ إِلَى سَائِرِ الدَّلَائِلِ، وَأَيْضًا فَفِيهَا تُهْمَةٌ أُخْرَى، وَهِيَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُبَالِغُ فِي الْجَهْرِ بِالتَّسْمِيَةِ. فَلَمَّا وَصَلَتِ الدَّوْلَةُ إِلَى بَنِي أُمَيَّةَ بَالَغُوا فِي الْمَنْعِ مِنَ الْجَهْرِ، سَعْيًا فِي إِبْطَالِ آثَارِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَعَلَّ أَنَسًا خَافَ مِنْهُمْ فَلِهَذَا السَّبَبِ اضْطَرَبَتْ أَقْوَالُهُ فِيهِ

ترجمہ۔ امام رازی فرماتے ہیں جناب انس سے بسم اللہ کے بارے میں دو قسم

کی روایتیں نقل ہیں پہلی روایت ابو قلابہ نے انس سے کی ہے کہ اس نے کہا کہ رسول خداابو بکر اور عمر بسم اللہ بالجہر کہا کرتے تھے

دوسری روایت میں آیاہے کہ جب انس سے بسم اللہ بالجہر اور اس کے اسرار کے بارے میں پوچھا گیااس نے کہایہ مسئلہ مجھے معلوم نہیں انس کے اس جواب میں اضطراب اور ٹال مٹول پایاجاتاہے اب ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض پایاجاتاہے تو ایسی صورت میں لازم ہے کہ باقی تمام دلائل کی طرف رجوع کیاجائے

اس میں ایک دوسری تہمت پائی جاتی ہے وہ یہ کہ مولا علی علیہ السلام بسم اللہ بالجہر پر زور دیا کرتے تھے جب عنان حکومت بنو امیہ نے سنبھال لی تو اس نے بسم اللہ بالجہر منع کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تاکہ مولا علی علیہ السلام کے آثار کو مٹایاجا سکے شاید انس بنو امیہ سے ڈر گیاہو یہی وجہ ہے کہ بسم اللہ بالجہر کے بارے میں اس کی مرویات میں اضطراب اور اختلاف پایاجاتاہے۔ 1

1. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تفسیرِ الکبیر ج1 ص 181 الکتاب الثالث الکلام فی سورہ الفاتحہ الباب الرابع فی المسائل الفقیہ المستنبطۃ من ھذہ السورہ تالیف : ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین ایتمی الرازی الملقب فخر االدین الرازی خطیب الری متوفی 606ھ اناشر دار احیاالتراث العربی بیروت الطبعہ الثالثہ 1430ھ

اب منصف مزاج شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ بغض علی ابن ابی طالب علیہما السلام میں لوگ کہاں کہاں تک پہنچ چکے تھے اور مولا علی علیہ السلام کی ضد میں ا کر انہوں نے نماز میں بسم اللہ کہنا بھی برداشت نہ کیا وہ علی جس کے حق میں رسول اللہ نے دعا فرمائی

اللھم ادر الحق حیثما دار علی

ترجمہ ائے اللہ حق کو ادھر موڑ دے جدھر علی مڑ جائیں۔

وضاحت۔ روایت سابقہ میں یہ نہیں ہے کہ معاویہ نے بسم اللہ کو اخفات سے پڑھا اور صحابہ نے اس پر اعتراض کیا روایت کے صریح الفاظ یہ ہیں

(ان معاویہ صلی بھم بالمدینہ. فلم یقرأ بسم اللہ)

معاویہ نے مدینہ میں نماز (عشا) پڑھائی اور نماز میں بسم اللہ کو نہ پڑھا نہ ہی اخفات سے اور نہ ہی جہر سے اسی وجہ سے کہ مہاجرین اور انصار پکار اٹھے اور معاویہ سے پوچھنے لگے اے معاویہ تو نے نماز میں چوری کی ہے یا بھول گیا ہے یعنی بسم اللہ کہاں ہے ورنہ اخفات سے پڑھا تا تو چوری یا بھول کا سوال ہی غلط تھا رازی کی سابقہ

توجیہ سے معلوم ہوتا ہے معاویہ کے ڈر سے لوگ دین چھپانے میں اور مذہب اہل بیت پر پردہ ڈالنے میں ذرابرابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کیا کرتے تھے جیسے صحابی رسول انس کے بارے میں رازی نے خود اعتراف کیا ہے: اس تشدد کی بناپر شریعت اسلام کے حقیقی احکام۔

(الناس علی الدین ملوکھم) کی بھینٹ چڑھ گئے اسی بناپر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں خدا ان لوگوں کو رسوا کرے جنہوں نے بسم اللہ کو ترک کردیا

میرے محترم قارئین جیسا کہ آپ نے اوپر ملاحظہ فرمالیاہے کہ شیعہ سنی منابع سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے سورۃ برأت کے علاوہ بسم اللہ باقی تمام سورتوں کا جزو ہے چاہے نماز جہری ہو یا اخفاتی ہو چاہے نماز فریضہ ہو یا غیر فریضہ ہو اس میں بسم اللہ کا بالجہر پڑھنا واجب ہے اور بسم اللہ کے ترک کرنے سے سورۃ کے ایک جزو کا ترک کرنا لازم آتا جس سے موجودہ قرآن میں زیادتی لازم آتی ہے جو مسلمانوں کے مسلمات کے خلاف ہے نماز میں بسم اللہ بالجہر نبی کریم اہل بیت اطہار صحابہ کرام تابعین عظام اور فقہائے امت کے عمل سے ثابت ہے

جس نے نماز میں بسم اللہ کو ترک کیا اس نے حقیقی بادیان دین کی تعلیمات کی کھلم کھلا مخالفت کی اور معاویہ اور اس کے تابعین کی سیرت پر گامزن ہوا اور اللہ تعالی نے نجات منحصر کرر کھی ہے نبی اور عترت نبی علیھم السلام کی اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلنے میں

آخر میں اللہ تعالی کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں نبی اور عترت اطہار علیھم السّلام کے راستے پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ ہم نے مکمل دین ان سے ہی اخذ کیا ہے اور شریعت کا منبع وہی ذوات قدسیہ ہیں۔

رکوع کا بیان

لغت کی رو سے رکوع کا معنی جھکنا ہوتا ہے

لیکن اصطلاح فقہ میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں خضوع'عاجزی'اور انکساری کے قصد سے اتنی مقدار میں جھکنا کہ گردن اور پشت دونوں برابر ہو جائیں

مرد رکوع میں اس قدر جھکے کہ اس کی ہتھیلیاں گھٹنوں تک جا پہنچیں جس سے اس کی گردن اور پشت برابر ہو جائے۔

رکوع کے مستحبات

مرد کیلئے مستحب ہے کہ وہ رکوع کی حالت میں گردن کو تھوڑا سا کھینچ کر رکھے تا کہ وہ پشت کے برابر رہ سکے دونوں گھٹنوں کو انگلیوں کے ساتھ پیچھے کی طرف دبانے انگلیاں گھٹنوں پر جما کر رکھے بازو پہلو سے جدا رکھے؛ ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھے اور اپنی نگاہیں پاؤں کے درمیان میں رکھے وغیرہ خاتون رکوع کے لیے اس قدر جھکے کہ اس کے ہاتھ گھٹنے سے اوپر رانوں تک پہنچ جائیں تو اتنا اس کیلئے کافی ہے تا کہ صنف نازک ہونے کی بنا پر اسے زیادہ جھکنا نہ پڑے۔

خاتون کے لیے مستحب ہے کہ رکوع میں وہ بازو اور پہلو کے درمیان خلا نہ رکھے؛

اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھے اور اپنی نگاہیں پاؤں کے درمیان میں رکھے

وغیرہ وغیرہ

نوٹ: مرد اور خاتون دونوں کیلئے مستحب ہے کہ وہ رکوع میں جاتے وقت اور وہاں سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کیا کریں

ذکر رکوع

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں تین مرتبہ رکوع میں کہو (سبحان ربی العظیم وبحمدہ) مستحب ہے یہ ذکر رکوع تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے زیادہ سے مقدار میں پڑھا جائے بشرطیکہ طاق عدد میں پڑھا جائے نہ کہ جفت میں

طاق عدد = طاق عدد سے مراد ایسا عدد ہے جو دو سے مکمل طور پر تقسیم نہ ہو مثلاً

3؛5؛7؛9؛11 وغیرہ

جفت عدد = جفت عدد سے مراد ایسا عدد جو دو سے مکمل پر تقسیم ہو مثلا

2؛4؛6؛8؛10 وغیرہ

ذکر رکوع ایک دفعہ کہنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے ذکر رکوع مکمل ہونے کے بعد نمازی سیدھا کھڑا ہو کر حالت اطمینان اور سکون میں کہے سمع اللہ لمن حمدہ

اہل سنت کے نزدیک رکوع کے احکام

اہل سنت کے نزدیک رکوع کے احکام مندرجہ ذیل ہیں جنہیں مولانا عبد الرحمن عزیز نے بیان کیا ہے مثلاً

1 اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں

2 ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں اور انہیں مضبوطی سے پکڑ لیں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر رکھیں اور بازو کمان کی طرح تان کر رکھیں پیٹھ بالکل سیدھی ہو ذرا بھی خم نہ آئے سر بھی متوازی ہو نہ اونچا ہو اور نہ ہی نیچا اور رکوع میں پڑھیں سبحان ربی العظیم

اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کریں اور سمع اللہ لمن حمدہ کہیں

پھر رکوع سے اٹھ کر بالکل سیدھا کھڑا ہو جائیں.1

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں رکوع میں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ سبحان ربی العظیم کہیں ۲

سجود کا بیان

سجدہ لغۃ تذلل اور خضوع کے معنی میں ہوتا ہے

لیکن اصطلاح فقہ میں سات اعضاء کو زمین پر رکھنے کا نام سجدہ ہے وہ اعضا مندرجہ ذیل ہیں؛ پیشانی؛ دونوں ہتھیلیاں؛ دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کے انگوٹھے

نوٹ: ان مذکورہ بالا اجزاء کا زمین پر لگانا واجب ہے اور یہ چیز سجدہ کے واجبات میں سے ہے سجدہ کا فلسفہ: غرور تکبر خود پسندی اور سرکشی کو خود سے دور کرنا اور خود کو وحدہ لاشریک کی یاد میں محو کر دیں

---

1 صحیح نماز نبوی ص176 (رکوع میں جھکنے کا طریقہ)

2. کتاب مقبول بہشتی زیور حصہ دوم ص80

مرد کا سجدہ میں جانے کا طریقہ

مرد سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے پھر گھٹنے زمین پر رکھے پھر پیشانی سجدے میں رکھے اور سینے کو زمین سے تھوڑا سا بلند رکھے؛ جسم کو پھیلا کر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا کر کانوں کے برابر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوں کہنیوں کو پہلو سے جدا رکھے یہ سجدہ کے مستحبات ہیں

خاتون کا سجدہ میں جانے کا طریقہ

خاتون سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھے پھر پیشانی سجدہ میں رکھے اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا کر کانوں کے برابر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوں اور کہنیوں کو پہلو کے ساتھ سمیٹ لے؛ سینہ کو زمین کے قریب کر دے جسم کو سمیٹ لے وغیرہ یہ سجدہ کے مستحبات ہیں۔

نوٹ: مرد اور خاتون دونوں کیلئے مستحب ہے کہ وہ سجدہ میں جاتے وقت اور وہاں سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کیا کریں

مستحب = فقہ کی اصطلاح میں مستحب اس عمل کو کہا جاتا ہے جس کا بجالانا اس کے ترک کرنے سے افضل ہو اگرچہ اس کے ترک کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے

ذکر سجدہ

اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم سجدہ میں تین مرتبہ کہو (سبحان ربی الاعلی وبحمدہ)

مستحب ہے کہ یہ ذکر سجدہ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے زیادہ مقدار میں پڑھا جائے

بشرطیکہ طاق عدد میں پڑھا جائے

طاق عدد اور جفت کی تعریف ہم رکوع کی بحث میں بیان کر چکے ہیں

نوٹ: ذکر رکوع کی طرح ذکر سجدہ میں بھی مرد اور خاتون برابر ہیں۔

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان

اللہ اکبر کہ کر نمازی سر سجدہ سے اٹھالے پھر سیدھے ہو کر اطمینان اور سکون سے بیٹھ کر استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہہ کر دوسرا سجدہ بجالائے۔ ۱

اہل سنت کے نزدیک سجدہ کے احکام

اہل سنت کے ہاں سجدہ کے احکام مندرجہ ذیل ہیں جنہیں مولانا عبد الرحمن عزیز نے بیان کیا ہے مثلاً

اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں جھکتے وقت زمین پر پہلے ہاتھ رکھیں پھر گھٹنے رکھیں سات اعضاء پر سجدہ کرنا واجب ہے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھیں حالت سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو نارمل حالت میں رکھیں ایک حدیث

۱۔ کتاب فروع الکافی ج 3 ص 329 باب (ادنی مایجزی من التسبیح فی الرکوع والوجود)

ثقہ الاسلام الشیخ محمد یعقوب الکلینی متوفی 329ھ اہل سنت کے ہاں دو سجدوں کے درمیانی فاصلہ میں یہ دعا پڑھیں جاتی ہے رب اغفرلی؛ رب اغفرلی کتاب صحیح نماز نبوی ص ص 185

میں ملانے کا ذکر ہے بازو زمین سے اٹھا کر اور پہلوؤں سے دور رکھیں دونوں پاؤں کھڑے کر کے رکھیں پاؤں کی ایڑیاں آپس میں ملالیں پاؤں کی انگلیاں موڑ کر ان کے سرے قبلہ رخ رکھیں

سجدہ میں یہ ذکر پڑھیں سبحان ربی الاعلی 1

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں سجدہ میں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہیں

تشہد کا بیان

لفظ تشہد اسم مصدر ہے جو گواہی طلب کرنے کے معنی میں ہے

لیکن اصطلاح فقہ میں حالت نماز میں مخصوص اداب کے تحت بیٹھ کر شہادتین کہنا تشہد کہلاتا ہے

ا۔ کتاب صحیح نماز نبوی ص178 زکر سجدہ کے لیے جھکنے کا طریقہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہیں کتاب مقبول بہشتی زیور حصہ دوم ص80

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا

تم تشہد اس طرح سے پڑھو(اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له

واشهد ان محمد عبده ورسوله؛ اللهم صل على محمد وآل محمد

وتقبل شفاعته وارفع درجته۔۱

تشہد واجبات نماز میں سے ہے جسے عمداترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے

شہادتین کے ساتھ درود پڑھنا واجب ہے اور اسے بھی عمداترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی

تشہد میں بیٹھنے اور اٹھنے کا طریقہ

مرد اور خاتون کا تشہد میں بیٹھنے اور اٹھنے کا طریقہ درج ذیل ہے

۱۔کتاب وسائل الشیعہ ج6ص393باب کیفیہ التشھد تالیف آغا الحر العاملی رضوان اللہ متوفی 1104ھ

مرد حالت تورک (تشھد) میں اپنے دائیں پاؤں کے تلوے کو بائیں پاؤں کے تلوے کے ساتھ ملا کر بائیں ران پر وزن ڈال کر بیٹھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رانوں پر رکھے اور نگاہ گودی میں رکھے یہ تشہد کے مستحبات ہیں

جیسا کہ اہل سنت کے ہاں بھی روایت موجود ہے

. إذا جلس للتشهد الأخير جعل رجله اليسري تحت رجله اليمني -

ترجمہ: جب کریم ﷺ اخری تشہد میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو دائیں پاؤں کے نیچے رکھا کرتے۔ا

خاتون حالت تورک (تشھد) میں اس طرح بیٹھے کہ اس کے پاؤں کے تلوے زمین پر ہوں اور دونوں گھٹنے کھڑے ہوئے ہوں اگرچہ وہ مرد کی طرح بھی بیٹھ سکتی اور وہ رانوں کو ملا کر بیٹھے اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رانوں پر رکھے

ا۔ اہل سنت حضرات کی ا۔ معتبر کتاب: من هدي الرسول ﷺ المسمی « سفر السعادة » ص40 المؤلف: أبو طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزابادي (متوفی816ھ-

اور نظر گودی میں رکھے یہ تشھد کے مستحبات ہیں مرد تشھد سے اٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا لے کر گھٹنوں کو زمین سے اٹھائے اور خاتون تشھد کی حالت سے اٹھتے وقت وہاں سے سیدھی کھڑی ہو جائے اور مرد کی طرح ہاتھوں کا سہارا نہ لے اور ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر بعد والی رکعت کی ادائیگی کیلئے اٹھتے وقت مرد اور خاتون دونوں یہ ذکر پڑھیں گے

بحول الله وقوته أقوم وأقعد

جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے:قال أبو عبد الله (عليه السلام): إذا قمت من الركعة فاعتمد على كفيك وقل:

" بحول الله وقوته أقوم وأقعد " فإن عليا (عليه السلام) كان يفعل ذلك

ترجمہ امام علیہ السلام نے فرمایا جب تم کسی رکعت کی ادائیگی کے بعد کھڑے ہونا چاہتے ہو تو ہاتھوں کا سہارا لیکر اٹھو اور کہو

بحول الله وقوته أقوم وأقعد

مولا علی علیہ السلام اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ۱

پوری نماز میں یہ واحد ذکر ہے جو حرکت کی حالت میں پڑھنے کا حکم ہے

سلام کا بیان

نماز کا اختتام سلام کے ساتھ کرنا واجب ہے؛ سلام پڑھنے کی صورت میں نمازی پر ہر وہ کام انجام دینا جائز ہو جاتا ہے جو اس پر نماز کی حالت میں حرام ہو چکا تھا

نمازی سلام ان الفاظ کے ساتھ پڑھے: السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته ؛ السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین ؛ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

نوٹ مرد اور خاتون لیے مستحب ہے کہ وہ آخری سلام کہنے کے ساتھ ساتھ تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کیا کریں

فروع الکافی ج3 ص338 باب التشهد فی الرکعتین الاولین ثقہ الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی متوفی 328ھ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جب نماز سے فارغ ہو کر اٹھو تو داہنی طرف سے اٹھو فروع الکافی باب تشھد وسلام

اہل سنت کے تشھد اور سلام کا طریقہ

جب نمازی پہلی دو رکعتوں سے فارغ ہو جائے تو پہلے اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے ہوئے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے ہوئے تشھد کے لیے بیٹھ جائے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھ لے اور بائیں ہاتھ کو کھول لے اور دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا لے اور شہادت والی انگلی کو بلند رکھے۔

تشھد کے وقت شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھے اور کہے

: التَّحِيَّاتُ» لِلهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

نوٹ: ویسے تو کتب اہل سنت میں متعدد التحیات وتشہد منقول ہیں مگر ان کی اکثریت جناب عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے نقل شدہ تشہد پڑھا کرتی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے.١

اور آخری تشہد میں تورک کے ساتھ بیٹھے اور تورک یہ ہے کہ اپنے بائیں پاؤں کو دائیں طرف بچھاتے ہوئے نکالے اور اپنی سرین پر بیٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے

اور تشہد پڑھے اور درود پاک پڑھے " اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد.

١۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الجامع الکبیر (سنن الترمذي) ج1ص320باب: ماجاء فی تشھد

المؤلف: أبو عیسی محمد بن عیسی الترمذي (متوفی 279ھ- حققه وخرج أحادیثه وعلق علیه: بشار عواد معروف

الناشر: دار الغرب الإسلامي–بیروت الطبعة: الأولی، 1996م

اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد۔1

درود شریف کے بعد پھر یہ دعا پڑھے

ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار

پھر اپنی داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہو گا پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے۔2

---

1. کتاب سنن ابی داؤد ج1 ص257 المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِستاني (متوفی 275 المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد الناشر: المكتبة العصرية، صيدا–بيروت

2. کتاب مقبول بہشتی زیور حصہ دوم ص80

تسبیح جناب فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا بیان

یہ ایک مخصوص عظیم ذکر ہے جسے رسول خدا ﷺ نے اپنی ام المعصومین سیدۃ نساء العالمین بیٹی جناب فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو تلقین اور تعلیم فرمایا جس میں 33 بار سبحان اللہ؛ 33 بار؛ الحمد للہ 34؛ بار اللہ اکبر کا ورد ہے

اس تسبیح جناب فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے واقعہ کی تفصیل شیعہ و سنی منابع حدیث و تاریخ میں موجود ہے مگر یہاں پر اس واقعہ کو خلاصۃ پیش کیا جاتا ہے

واقعہ کا خلاصہ یہ جناب فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سارا دن گھر کا کام کاج کی وجہ سے تھک جایا کرتیں تھیں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لے گئیں اور ان سے خادمہ کا مطالبہ کیا اور آنحضرت ﷺ نے انہیں خادمہ کے بدلے میں اس تسبیح کی تعلیم اور تلقین فرمائی جسے سن کر جناب سیدہ نساء العالمین بے حد دل خوش ہوئیں جو اس واقعہ کی تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہے وہ ان مندرجہ ذیل کتب کی طرف مراجعت فرمائیں 1.

---

1. علل الشرائع للصدوق ج 2 ص 266 88 باب علۃ تسبیح فاطمۃ ع من لایحضرہ الفقیہ للصدوق ج 1 ص 211 کتاب صحیح البخاری ج 7 ص 149 کتاب الدعوات - باب التکبیر والتسبیح عند المنام کتاب صحیح مسلم ج 4 ص 261 کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب الحث علی ذکر اللہ تعالی

سجدہ شکر کا بیان

کسی نعمت کے حاصل ہونے پر یا مصیبت کے رفع دفع ہو جانے پر گڑ گڑاتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالانا ایک مسنون اور مستحسن عمل ہے جیسا کہ شیعہ سنی دونوں مکاتب فکر کے ہاں ایسی روایات کثرت سے پائی جاتی ہیں جن میں مذکور ہے کہ جب بھی رسولؐ اہلبیت رسولؑ اور اصحاب رسولؐ کو کوئی نعمت نصیب ہوتی یا ان سے کوئی مصیبت یا پریشانی رفع ہو جایا کرتی تو یہ عظیم ہستیاں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالایا کرتیں

یہاں تک کہ روایت میں ایا ہے کہ مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام شب ہجرت بھی سجدہ شکر بجالائے چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سیرت طیبہ میں یہ عمل کثرت سے دیکھائی دیتا ہے جب انہیں کوئی خوشی نصیب ہوتی تو سجدہ شکر بجا لاتے جب ان سے کوئی غم یا مصیبت دور ہو جاتی تو سجدہ شکر بجالاتے کیونکہ کثرت سجود اولیائے خدا کا خاصہ ہے اور یہ سجدہ انتہائے بندگی ہے یہ سجدہ خلاصہ بندگی ہے یہ سجدہ عبد اور معبود کے درمیان تعلق کو مضبوط کرتا ہے

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے شیعہ؛ سنی منابع سے سجدہ شکر کی اہمیت اور فضیلت پر کچھ روایات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں روایت ملاحظہ فرمائیں۔

عن أبي بكرة، أن النبي صلى الله عليه وسلم «كان إذا أتاه أمر يسره أو بشر به، خر ساجدا، شكرا لله تبارك وتعالى»

ترجمہ ابو بکرہ سے مروی ہے جب بھی رسول خدا ﷺ کو کوئی پر مسرت بات بتائی جاتی یا خوش کن خبر سنائی جاتی تو آپ ﷺ؛ اللہ تعالی کے حضور سجدہ شکر بجا لاتے۔ا

اسماعیل خلوتی سجدہ شکر کی بحث کے تحت لکھتے ہیں

فقد قال الشافعي يستحب سجود الشكر عند تجدد النعم كحدوث ولد أو نصر على الأعداء ونحوه وعند دفع نقمة كنجاة من عدو او غرق

ترجمہ امام شافعی فرماتے ہیں نعمت کے حصول پر مثلا بیٹے کی ولادت پر؛ دشمن پر

ا۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب سنن وترمذی ج4ص 141 رقم الحدیث 1578 ابواب السیر، باب ماجاء فی السجدۃ الشکر المؤلف: أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (متولد 209- متوفی 279ھ)

غلبہ حاصل کرنے کی صورت میں اور دشمنوں سے نجات اور غرق ہونے سے بچنے کی صورت میں سجدہ شکر بجالانا مستحب ہے۔ ا

سجدہ شکر کی اہمیت اور فضیلت کو بیان کرتے ہوئے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں

میرے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدینؑ جب بھی خدا کی کسی نعمت کا تذکرہ کرتے تو سجدۂ شکر بجالاتے، جب بھی آیۂ سجدہ تلاوت فرماتے تو سجدہ بجالاتے، جب بھی واجب نماز سے فارغ ہوتے تو سجدہ شکر بجالاتے اور جب دو آدمیوں کے درمیان صلح کراتے تو اس کے لیے سجدۂ شکر بجالاتے انحضرتؑ کے تمام اعضائے سجدہ پر سجدے کے نشان نمایاں ہو چکے تھے، اسی لیے آپؑ علیہ السلام کو سید ساجدین "" کہا جاتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص علاوہ نماز کے کسی نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے لیے سجدۂ شکر بجالائے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے،

ا۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تفسیر روح البیان ج4 ص357 تفسیر سورۃ رعد ایت 16 المؤلف: إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي, المولى أبو الفداء (متوفی 1127) الناشر: دار الفكر - بيروت

اور دس گناہ مٹا دیتا ہے اور بہشت میں اس کے لیے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔

صحیح السند مرویات میں آیا ہے کہ بندہ اس وقت اللہ تعالی کے قریب تر ہو جاتا ہے جب وہ سر سجدہ میں رکھ کر گریہ کر رہا ہوتا ہے۔ ایک اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ سجدۂ شکر ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس سے نماز کو درجہ کمال حاصل ہوتا ہے، پروردگار عالم راضی ہوتا ہے اور ملائکہ کو ایسی عبادت پر تعجب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جب بندہ نماز ادا کر لیتا ہے اور اس کے بعد سجدۂ شکر بجالاتا ہے تو خداوند عالم اس کے اور فرشتوں کے درمیان سے حجاب ہٹا دیتا ہے، پھر کہتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندے کی طرف نگاہ کرو کہ اس نے میرا فرض ادا کر دیا ہے، میرے عہد کو پورا کر دیا ہے، اس کے بعد اس بات پر میرے لیے سجدۂ شکر ادا کیا ہے کہ میں نے اسے اس نعمت سے نوازا ہے۔ اے میرے فرشتو! اب تم ہی بتاؤ کہ اسے کیا انعام دیا جائے؟ وہ عرض کرتے ہیں خداوندا! اپنی رحمت، پھر فرماتا ہے اور کیا دوں؟ وہ عرض کرتے ہیں اپنی جنت، پھر پوچھتا ہے اسے اور کیا دوں؟ وہ عرض کرتے ہیں اس کے مشکل امور کا حل اور اسی کی حاجات کی بر آوری فرما اسی طرح اللہ تعالیٰ سوال کرتا جاتا ہے اور ملائکہ جواب دیتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ملائکہ عرض کرتے ہیں: پروردگارا! ہمیں اب کچھ معلوم نہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں روز قیامت اپنے فضل اور عظیم رحمت کے ساتھ اس کی طرف نظر کروں گا

سیدہ شکر بجالانے کا افضل ترین اور اعلی ترین محل یہی ہے کہ جب نمازی تعقیبات (تسبیح اور دعا) وغیرہ سے فارغ ہو جائے تو وہ سجدہ شکر بجالائے، جیسا کہ اوپر ذکر کیاہے سجدۂ شکر کسی نعمت کے حاصل ہونے یا کسی مصیبت کے رفع ہو جانے کے وقت بجالایا جاتا ہے، اور اس کی ادائیگی کا بہترین اور اعلی محل نماز مکمل ہونے کے بعد اس کی توفیق حاصل ہونے پر سجدہ شکر بجالایا جائے

نماز مکمل ہونے کے بعد سجدہ شکر کو بجالانا مستحب ہے

سجدہ شکر کا طریقہ یہ ہے نمازی پیشانی کو زمین پر رکھے اور دونوں کہنیاں، سینہ اور شکم کو زمین کے ساتھ ملالے، دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور پہلے پیشانی زمین پر رکھ کر تین مرتبہ کہے رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی پھر دایاں رخسار زمین پر رکھ کر تین مرتبہ کہے یااللہ یاربا ہ یاسید اہ پھر بایاں رخسار زمین پرپر رکھ کر تین مرتبہ کہے عفو اللہ پھر دوبارہ پیشانی زمین پر رکھ کر تیں مرتبہ کہے شکر اللہ اور ایک مرتبہ کہے لا الہ الا اللہ۔

سر سجدہ میں رکھ کر گڑ گڑا کر لمبی لمبی دعائیں مانگنا اللہ تعالی کو بہت پسند ہیں

سجدہ شکر میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے

سُبْحانَكَ اَللّٰهُمَّ أَنْت رَبِّي حَقّاً حَقّاً سَجَدْتُ لَكَ يارَبِّ تَعَبُّداً وَرِقّاً

اَللّٰهُمَّ إِنَّ عَمَلِي ضَعِيفٌ فَضاعِفْهُ لِي اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ

عِبادَكَ، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ

اور یہ سجدہ شکر نماز میں رہی سہی کمی بیشی کے جبر ان کا سبب بنتا ہے

جب نمازی سر سجدہ شکر سے اٹھالے تو اپنے ہاتھوں کو مقام سجدہ سے مس کرے اور پھر انہیں اپنے چہرے کے بائیں طرف پھیرے، پھر پیشانی پر اور پھر چہرے کی دائیں طرف تین مرتبہ پھیرے اور ہر بار یہ دعا پڑھے

اللهم لك الْحَمْدُ لاَ إِلهَ إِلاَّ أَنْتَ، عَالِمُ الْغَيْب وَالشَّهادَةِ الرَّحْمنُ

الرَّحِيمُ اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الهَمَّ وَالْحَزَنَ وَالْغِيَرَ وَالْفِتَنَ مَا ظَهَرَ مِنْها

وَمَا بَطَنَ

قنوت کا بیان

لغت کے لحاظ سے قنوت کے متعدد معنی ہیں مثلا خاموشی؛ اطاعت؛ دعا؛ خشوع ؛تذلل وغیرہ مگر یہاں پر قنوت سے مراد دعا ہے

لیکن اصطلاح فقہ؛ میں قنوت سے مراد وہ دعا ہے جو قیام کی حالت میں ہاتھوں کو چہرے کے مقابل ٹھہراتے ہوئے اور انہیں آسمان کی طرف بلند کرکے جو مانگی جاتی ہے وہ قنوت کہلاتا ہے

قنوت میں مستحب ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا کر رکھا جائے اور انگوٹھوں کو انگلیوں سے جدا کیا جائے اور نظر ہتھیلی پر رکھی جائے اہلسنت کے ہاں بھی قنوت کا تصورِ پایا جاتا ہے مگر انھوں نے شیعوں کی ضد میں آکر جس طرح ارسال الیدین؛ الجمع بین الصلاتین جیسی سنت نبوی ﷺ کو یہ کہ کر مسترد کر دیا کہ یہ شیعوں کا شعار ہے اسی طرح قنوت جیسی عظیم عبادت اور سعادت کو بھی شیعوں کے بغض میں آکر اپنے ہاں صفحہ قرطاس سے محو کر دیا ہے

اس حقیقت سے بخاری شریف کے مترجم اور شارح نے ان الفاظ میں پردہ اٹھایا ہے امام محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف میں باب القنوت قبل رکوع وبعدہ کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس میں قنوت سے متعلق چار احادیث نقل کی ہیں کتاب بخاری شریف کے مترجم وشارح اہل حدیث عالم دین علامہ وحید الزمان خان لکھتے ہیں گویا ان حدیثوں میں جو امام بخاری اس باب میں لائے خاص وتر میں قنوت پڑھنے کا ذکر نہیں ہے مگر جب فرض نمازوں میں قنوت پڑھنا جائز ہوا تو وتر میں بطریق اولی جائز ہو گا اور بعضوں نے کہا مغرب دن کا وتر ہے جس میں قنوت پڑھنا ثابت ہوا تو رات کے وتر میں بھی ثابت ہوا

آگے لکھتے ہیں حاصل یہ ہے کہ امام بخاری نے یہ باب لا کر ان لوگوں کا رد کیا ہے جو قنوت کو بدعت کہتے اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح درست ہے عبد الرزاق اور حاکم نے باسناد صحیح روایت کیا ہے کہ انحضرت ﷺ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے

شافعیہ کہتے ہیں قنوت ہمیشہ رکوع کے بعد پڑھے اور حنفیہ کہتے ہمیشہ رکوع سے پہلے پڑھے اور اہل حدیث سب سنتوں کا مزہ لوٹتے ہیں

جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ ثنا مسدد: ثنا عبد الواحد: ثنا عاصم، قال: سألت أنس بن مالك، عن القنوت؟ فقالَ: قد كانَ القنوت.

قلت: قبل الركوع أو بعده؟ قال: قبله.

ترجمہ: عاصم بن سلیمان نے کہا میں نے انس بن مالک سے قنوت سے متعلق پوچھا انھوں نے کہا بے شک قنوت تھا انحضرت ﷺ کے زمانہ میں؛ میں نے کہا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد انھوں نے کہا رکوع سے پہلے۔ ا

اہلسنت کے ہاں مشہور معروف قنوت یہ ہے جس کو وہ وتر نماز میں پڑھا کرتے ہیں

اللَّهُمَّ إِنَّا نستعينك ونستغفرك ونثني عَلَيْك وَلَا نكفرك ونخلع

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری ج2 ص79 کتاب الوتر باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ از علامہ وحید الزماں خان متوفی 15 مئی 1920 عیسوی مدفن قاسمی قبرستان_ دیوبند ناشران تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی_ لاہور-راولپنڈی

ونترك من يفجرك بِسمِ الله الرَّحْمَن الرَّحِيمِ اللّٰهُمَّ إياك نعْبد وَلَك نصلي ونسجد وَلَك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك إِن عذابك بالكفار مُلْحق

علامہ جزیری کہتے ہیں جو شخص یہ مذکورہ قنوت اچھی طرح سے نہ پڑھ سکتا ہو وہ یوں کہے

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ۔١

ہم شیعان حیدر کرار عام طور پر نماز پنجگانہ میں چاہے وہ فریضہ ہو یا نافلہ ہو چاہے جہری ہو یا اخفاتی اس کی دوسری رکعت کے قیام میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے ہیں جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے

قال: القنوت في كل صلاة في الركعة الثانية قبل الركوع ۔ ٢

١۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج 1 ص 414 (نماز وتر)

٢۔ اصول کافی ج 3 ص 340 باب: القنوت فی الفریضہ والنافلہ تالیف ثقہ الاسلام الشیخ یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 328 ہجری

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں

قنوت کے لیے کسی خاص دعا کی حد معین نہیں کی گئ بلکہ نمازی کو اختیار ہے جسے وہ پسند کرے دعا مانگے بشرطیکہ اس کام کے لیے دعا مانگنا جائز ہو

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قنوت میں اس دعا کو پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے اور یہ افضل ترین قنوت ہے اللهم اغفر لنا وارحمنا وعافنا واعف عنا في الدنيا والآخرة إنك على كل شئ قدير کتاب فروع الکافی ج3ص340

قنوت میں دنیاوی حاجات کی بر آوری؛اخروی سعادت کے حصول کے لیے دعا مانگنا ایک حسین عمل ہے اور اس طرح مرحوم مومنین کی مغفرت اور ان کی بلندی درجات کے لیے دعا مانگنا ایک مستحسن عمل ہے دوستوں کی کامیابی اور بھلائی کے لیے حالت قنوت میں دعا مانگنے کی شریعت مقدسہ نے اجازت دے رکھی ہے ارضی سماوی آفات وبلیات سے نجات اور چھٹکارا حاصل کرنے کیلیے قنوت کا حکم بھی وارد ہوا ہے اور یہاں تک کہ قنوت میں دشمنان اسلام اور دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے حق میں بد دعا کرنا اور ان پر لعن کرنا سنتِ نبوی ص اور سیرتِ اہل بیت علیہم السلام اور عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے

ثابت ہے؛ فقھاء اہل سنت نے ایسی دعا کو قنوت نازلہ کا نام دے رکھا ہے: اس کی تفصیل کتب اہل سنت میں مذکور ہے

جیسا کہ ابن خزیمہ نے اپنے رواۃ کے توسط سے اس موضوع کے متعلق چند روایات نقل کی ہیں ان میں مورد شاہد کے طور پر یہاں ایک روایت کے ذکر پر اکتفاء ہوں جس میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ دشمنان اسلام اور دشمنان دین کے حق میں قنوت میں بد دعا کیا کرتے اور مقتدی صحابہ کرام آمین کہتے

روایت ملاحظہ فرمائیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، أنا أَبُو النُّعْمَانِ، أنا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو زَيْدٍ الْأَحْوَلُ، حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ يَدْعُو عَلَى حَيٍّ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى رِعْلٍ

وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ". قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَقَتَلُوهُمْ. قَالَ عِكْرِمَةُ: هَذَا مِفْتَاحُ الْقُنُوتِ۔

ترجمہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے ایک ماہ تک مسلسل نماز ظہر؛ عصر؛ مغرب؛عشاء اور صبح میں ہر نماز کی اخری رکعت میں جب اپ سمع اللہ لمن حمد کہہ دیتے تو قنوت کرتے جس میں آنحضرت ﷺ بنی سلیم کے قبیلہ رعل ذکوان اور عصیہ کے حق میں بدعا کیا کرتے اور اپ کے پیچھے مقتدی صحابہ کرام امین کہتے آپ ﷺ نے اس قبیلہ کی طرف دعوت اسلام دینے کے لیے چند قاریوں کو بھیجا جنہیں انہوں نے قتل کر دیا
عکرمہ کہتاہے کہ یہ حدیث دعائے قنوت کی مشروعیت کی کنجی ہے

قال الأعظمي: إسناده حسن
اعظمی نے کہاہے کہ اس کی اسناد حسن ہے۔ا

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح ابن خزیمہ ج 1 ص 313 باب القنوت فی الصلوات کلھا المؤلف: إمام الأئمة، أبو بکر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري

گویا کہ اس صحیح سند روایت سے ثابت ہوا ہے قنوت کی صورت میں بھی دشمنان اسلام دشمنان دین اور دشمنان محمد وال محمد علیہم السلام کے حق میں میں بد دعا کرنا بدعت نہیں بلکہ نبی کریم کی سنت ہے اور یہ ایک مشروع عمل ہے جس کے جواز پر شیعہ سنی دونوں مکاتب فکر متفق ہیں

آمین کا بیان

(آمین) مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے نزدیک سورہ الحمد کی قرات مکمل ہونے کی صورت میں آمین کہنا جائز نہیں سوائے تقیہ کے یہ مبطلات نماز میں سے ہے کیونکہ نہ یہ قران میں سے اور نہ ہی یہ ذکر کو شامل بلکہ یہ کلام ادمی ہے اسے دونوں سورتوں کے مابین فاصلہ قرار دینا جائز نہیں یہ بدعت کے زمرہ کے داخل ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں عن ابی عبدالله (علیه السلام) اذا کنت خلف امام فقرا الحمد وفرغ

من قراتها فقل انت الحمدالله رب العالمین ولا تقل امین

ترجمہ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب تم کسی پیش نماز کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہو جب وہ سورہ الحمد کی قرآت مکمل کر لیتا ہے تو تم الحمد للہ رب العالمین کہا کرو آمین مت کہو۔ ا

علامہ زین الدین بن علی شہید ثانی فرماتے ہیں

قوله: لا يجوز هذا هو المشهور بين الاصحاب

ترجمہ: ہمارے فقہائے امامیہ کے نزدیک مشہور قول کی بنا پر سورہ الحمد کے اختتام پر آمین کہنا جائز نہیں۔ 2

ا۔ کتاب فروع الکافی ج 1 ص 182 باب عدم جواز التانین فی اخر الحمد ثقہ الاسلام محمد یعقوب کلینی متوفی 329ھ

2۔ مسالك الافهام شرح شرائع الاسلام۔

رفع الیدین کا بیان

حالت نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کی انگلیوں کو کانوں کی لو کے برابر بلند کرنا رفع یدین کہلاتا ہے یہ ایک مسنون اور مستحب عمل ہے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو قبلہ رخ ہونا چاہیے امام شافعی فرماتے ہیں رفع الیدین سے اللہ تعالی کی تعظیم اور نبی کریم کی سنت کی پیروی کرنا مقصود ہوتا ہے

عقبہ بن عامر سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا رفع یدین کی صورت میں ہر اٹھنے والی انگلی کے بدلے میں اللہ تعالی دس نیکیاں عطاء فرماتا ہے۔ ۱

شیعہ سنی منابع احادیث میں رفع الیدین کے بارے میں کئی طرق سے روایات اور احادیث منقول ہیں

رفع الیدین نبی کریم اور عترت اطہار علیہم السلام کے قول اور عمل سے ثابت ہے اس کے جواز میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں؛ اس مسئلہ میں اہل سنت حضرات

۱۔ کتاب تیسیر الباری ج 1 ص 486 مصنف وحید الزماں خان

کی کثیر تعداد ہمارے ساتھ موافقت اور مطابقت رکھتی ہے, ویسے تو کتب فریقین میں رفع الیدین کے بارے میں کافی روایات پائی جاتی ہیں میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے دو تین روایات کو یہاں پر ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو انشاء اللہ اس موضوع پر کافی بھی ہوں گی شافی بھی ہوں گی اور وافی بھی ہو گی ائمہ معصومین علیہم السلام سے رفع الیدین کی اہمیت اور فضیلت پر کافی مرویات ہمارے منابع حدیث میں موجود ہیں رفع الیدین عبودیت کا بہترین طریقہ ہے اور یہ نماز کو منزل کمال تک پہنچاتا ہے۔

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے کتب فریقین میں سے صحیح ترین چند روایات پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ اور ان کی عترت طاہرہ علیہم السلام نماز میں رفع الیدین کیا کرتے تھے

صحیح بخاری کی روایت ملاحظہ فرمائیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ «كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ

مَنْكِبَيْهِ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا، وَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر بلند کرتے اور اللہ اکبر کہتے اور، اسی طرح جب رکوع کے لیے جاتے تو رفع الیدین کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے

سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولك الحمد کہتے تھے۔ا

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح البخاری ج1 ص148 باب رفع الیدین فی التکبیرہ الاولی مع الافتتاح سوا

أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة ابن بردزبه البخاري الجعفي تحقيق: جماعة من العلماء

الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، 1311هـ، بأمر السلطان عبد الحميد الثاني

ثم صَوّرها بعنايته: د. محمد زهير الناصر، وطبعها الطبعة الأولى 1422هـ

امام بغوی اس حدیث کے متعلق کہتا ہے

هَذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ، أَخْرَجَهُ مُحَمَّدٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى، وَجَمَاعَةٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، كِلاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

ترجمہ۔ محدثین اس حدیث کی صحت پر متفق ہیں اس حدیث کو محمد نے عبد اللہ بن مسلمہ سے اس نے مالک سے نقل کیا ہے اور مسلم نے اس حدیث کو یحیی بن یحی اور ایک جماعت سے نقل کیا ہے اور اس نے سفیان بن عنیبہ سے نقل کیا ہے اور ان دونوں نے ابن شہاب زہری سے نقل کیا ہے۔ ا

امام بغوی اگر اس حدیث پر صحت کا حکم نہ بھی لگاتے تب بھی یہ حدیث صحیح سمجھی جاتی کیونکہ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے اور قرآن کے بعد اہل سنت نزدیک معتبر اور صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے نیز امام ابن خزیمہ، امام ابن حبان اور دیگر کچھ محدثین نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: شرح السنۃ بغوی ج 3 ص 20. کتاب الاذان باب رفع الیدین عنف تکبیرہ الافتتاح
المؤلف: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي متوفی 516ھ تحقیق: شعيب الأرنؤوط- محمد زهير الشاويش الناشر: المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت الطبعة: الثانية، 1403ھ

سنن الکبری کی روایت

عبارت ملاحظہ فرمائیں

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ الزَّاهِدُ إِمْلَاءً مِنْ أَصْلِ كِتَابِهِ قَالَ: قَالَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي النُّعْمَانِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِينَ رَكَعَ وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِينَ رَكَعَ وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: رَأَيْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

مِنَ الرُّكُوعِ "، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ " وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رُوَاتُهُ ثِقَاتٌ۔

ترجمہ۔ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو نعمان محمد بن فضل کی اقتدا میں نماز پڑھی تو انہوں نے نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین کیا اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین کیا میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: میں نے حماد بن زید کی اقتدا میں نماز پڑھی تھی انہوں نے نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا تو میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے ایوب سختیانی کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے کہا

: میں نے عطا بن ابی رباح کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا: میں نے عبد اللہ بن زبیر کے اقتدا میں نماز پڑھی تو وہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو عبد اللہ بن زبیر نے بتایا: میں نے (نانا) ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز کے شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتا تھا اور ابو بکر نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کی اقتدا میں نماز پڑھی آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔

(امام بیہقی فرماتے ہیں کہ) اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ ا

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب . سنن الکبری ج 3 ص 484 رقم الحدیث 2556 کتاب الصلاۃ باب رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الراس منہ المؤلف: أبو بکر أحمد بن الحسین بن علي البیهقي (متوفی - 458ھ)

تحقیق: الدکتور عبد اللہ بن عبد المحسن الترکي الناشر: مرکز هجر للبحوث والدراسات العربیة والإسلامیة - القاهرة

الطبعة: الأولی، 1432ھ - 2011 م

بغوی کا قول

قُلْتُ وَرَفْعُ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ فِي هَذِهِ الْمَوَاضِعِ الأَرْبَعِ، مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ، يَرْوِيهِ جَمَاعَةٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ: عُمَرُ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَوَائِلُ بْنُ حُجْرٍ، وَأَنَسٌ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَمَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ، وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ میں (بغوی) کہتا ہوں کہ چار مقامات پر رفع الیدین کی صحت پر فقہاء کا اتفاق ہے رفع الیدین ایک جماعت نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے جن میں حضرت عمر؛ مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام؛ وائل بن حجر؛ انس؛ ابو ھریرہ مالک بن حویرث اور ابو حمید ساعدی ہیں یعنی ان 10 صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ اکبر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر بلند کیا کرتے تھے۔ ا

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب سنۃ للبغوی ج3 صفحہ 22 رقم الحدیث 561

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے کتب اہل سنت میں سے ایک ایسی صحیح سند روایت پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہے کہ مولا علی علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے متابعت کرتے ہوئے سجدے میں جاتے وقت بھی اللہ اکبر کہا اور سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے بھی اللہ اکبر کہا یہ دیکھ کر نمازیوں نے تعجب کرتے ہوئے ایک دوسرے سے پوچھنا شروع کر دیا بتاؤ یہ کون شخص ہے جس نے اج ہمیں محمد ﷺ والی نماز پڑھائی ہے

عبارت ملاحظہ فرمائیں

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ. جميعا عَنْ حَمَّادٍ. قَالَ يَحْيَى؛ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ، عَنْ مُطَرِّفٍ. قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ. وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ. وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الركعتين كبر. ولما انْصَرَفْنَا مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا هَذَا صَلَاةَ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَوْ قَالَ؛ قَدْ ذَكَّرَنِي هَذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم.

ترجمہ مطرف سے مروی ہے کہ اس نے کہا میں اور عمران بن حصین نے علی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی جب وہ سجدہ میں جاتے تو تکبیر کہتے اور جب سر سجدہ سے اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعت پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے کہا اج اس شخص نے ہمیں رسول خدا ﷺ جیسی نماز پڑھائی ہے یا اج اس شخص نے مجھے رسول خدا کی نماز کی یاد دلائی ہے۔ ا

اس روایت سے یہی ثابت ہو رہا ہے کہ مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام نبی کریم ﷺ کی سنت کی متابعت کرتے ہوئے سجدے میں جاتے وقت اور سر سجدے سے اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہا کرتے تھے

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح مسلم ج1ص295) بَاب إِثْبَاتِ التَّكْبِيرِ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ فِي الصَّلَاةِ تالیف مسلم بن حجاج قشیری ایرانی

بعض اہل حدیث کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین مستحب ہے. 1

کتب اہل سنت میں ایسی روایت بھی پائی جاتی ہیں جس میں ذکر ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ رفع الیدین کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لؤ کے برابر بلند کیا کرتے جیسا کہ ابن تیمیہ نے اقرار کیا ہے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ جب اللہ اکبر کہتے تو کانوں کی لؤں تک ہاتھ اٹھاتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی کانوں کی لو تک دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یہ الفاظ بھی ہیں یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کانوں کی لؤ کے برابر کر لیتے ہیں.2

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ رفع الیدین کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر بلند کیا کرتے تھے اور ہم شیعان حیدر کرار علیہ السلام

1.(شرح النووی ج2ص20)ترجمہ وحید الزماں

2.اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب منتقی الاخبار ابن تیمیہ مع اردو ترجمہ حدیقة الازھار مترجم مولانا محمد داؤد رحمانی ج1ص 110 باب رفع الیدین وبیان صفتہ وموقعہ

ناشر دار دعوت سلفیہ شیش محل روڈ لاہور پاکستان

کا رفع الیدین کرتے وقت اپنے ہاتھوں کا کانوں کی لو کے برابر بلند کرنا اس روایت کے ساتھ موافقت اور مطابقت رکھتا ہے اور ہمارا یہ عمل نبی کریم ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہے

وسائلِ الشیعہ کی روایت مُلاحظہ فرمائیں

وبإسناده عن الحسين بن سعيد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن معاويه بن عمّار قال : رأيت أبا عبد الله عليه السلام ، يرفع يديه إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع ، وإذا سجد وإذا رفع رأسه من السجود

ترجمہ۔ معاویہ بن عمار نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو دیکھا کہ جب وہ رکوع میں جانا چاہتے تو رفع الیدین کیا کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھا لیتے تو رفع الیدین کیا کرتے جب وہ سجدہ میں جانا چاہتے تو رفع الیدین کیا کرتے ہیں اور جب وہ سر سجدے سے اٹھا لیتے تو رفع الیدین کیا کرتے۔ 1

1. وسائل الشیعۃ – ج6 ص 297 باب استحباب رفع الیدین بالتکبیر عند الرکوع والسجود والرفع منھما

تالیف ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی الحر العاملی متوفی 1104ھ المحقق: مؤسسۃ آل البیت علیھم السلام لإحیاء التراث- قم المترجم: الموضوع: الحدیث وعلومہ الناشر مؤسسۃ آل البیت علیھم السلام لإحیاء التراث- قم

علامہ عبد الرحمن جزیری کہتے ہیں نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین یعنی دونوں ہاتھ اٹھا کر نیت کرنا سنت ہے لیکن ہاتھ اٹھانے کے طریقے میں اختلاف ہے مثلا حنفیہ کہتے ہیں مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھانا اور انگلیوں کو منتشر رکھنا ہے شافعیہ کہتے ہیں کامل ترین سنت یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت اور تشہد کے بعد کھڑے ہونے کے وقت دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں یہاں تک کہ انگلیوں کے سرے دونوں کانوں کے مقابل اور دونوں انگوٹھے کان کی لو کے مقابل اجائیں

مالکیہ کہتے ہیں تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھوں کا مونڈھوں تک اٹھانا سنت ہے

حنابلہ کہتے ہیں مرد اور خاتون دونوں تکبیر تحریمہ کے وقت رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے وقت شانوں تک ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے۔ ا

.1 ہمارے مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے نزدیک رفع الیدین کرتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کانوں کی لو کے برابر اٹھانا سنت اور مستحب ہے

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج 1 ص 304 رفع الیدین کے مسائل (کتاب عبادات)

ترجمہ: منظورِ احسن عباسی ناشر: علماء اکیڈمی

گویا کہ روایات صحیحہ اور صریحہ کے مطابق نبی کریم ﷺ اور عترت اطہار علیہم السلام اور عمل اصحاب کرام سے رض رفع الیدین ثابت ہے

اللہ تعالی ہمیں محمد وآل محمد اور مخلص فی الدین اصحاب رسول کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے

ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا بیان

شیعہ؛ سنی دونوں مکاتب فکر کے مابین اختلافی فقہی مسائل میں سے معرکۃ ارآمسئلہ نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کے متعلق ہے؛ اہل سنت کا ہر دور میں یہ ادعارہاہے کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھی جائے لیکن صد: افسوس ہے اس بات پر آج تک وہ اس چیز کی تشخیص اور تعین نہیں کر سکے کہ ہاتھ کہاں باندھنے ہیں وضع مکانی کے لحاظ سے ان کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ سینے پر باندھ کر نماز پڑھی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ ناف کے اوپر باندھ کر نماز پڑھی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ زیر ناف باندھ کر نماز پڑھی جائے لیکن کسی مکتب فکر کے پاس کوئی پختہ دلیل نہیں ہے جس کے ساتھ استدلال

کرتے ہوئے وہ کسی ایک مقام پر ہاتھ باندھنے پر اتفاق کر لیتے اس اختلاف کی تفصیل عنقریب بیان کی جائے گی اور ان کے اس شدید اختلاف کو دیکھ کر یہی محسوس ہوتا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا بعد از رحلت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایجاد اور اختراع ہے

ہمارے مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے نزدیک کھلے ہاتھ نماز پڑھنے کا حکم نقلا اور عقلا ثابت ہے اور اس پر ہمارے پاس برہان قاطع اور ادلہ ساطع کثیر تعداد میں موجود ہیں جن کو عنقریب ذکر کیا جائے گا

افسوس ہے کہ نماز جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی کے طور طریقوں میں بھی مسلمانوں کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ہے اس اختلاف کا سبب تعلیمات محمد وال محمد علیھم السلام سے دوری کا نتیجہ ہے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت عظمی کے بعد جہاں باقی احکام شریعت میں من پسند کی تبدیلیاں کی گئیں وہاں نماز جیسی عبادت کی بھی شکل وصورت اور ہیت میں تبدیلی رونما ہوگئی۔

نماز میں تبدیلی کی مثالیں

اب میں ہیت نماز میں کی جانے والی چند تبدیلیوں کو بطور مثال اپنے قارئین کی نظر کرتا ہوں تاکہ قاری کو اطمینان قلب حاصل ہو جائے

عبارت ملاحظہ فرمائیں

پہلی مثال- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، أَخِي عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: «دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ يَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ: لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةَ، وَهَذِهِ الصَّلَاةُ قَدْ ضُيِّعَتْ

ترجمہ عثمان بن ابی رواد عبد العزیز کے بھائی نے کہا کہ میں نے ذھری سے سنا اس نے بتایا کہ میں ایک دفعہ دمشق میں حضرت انس بن مالک کے پاس گیا تو وہ رو رہا تھا میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو وہ بولا میں نے زمانہ رسالت مآب ﷺ میں جو کچھ پایا اب اس میں سے مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا سوائے

اس نماز کے اس کو بھی ضائع کر دیا گیا ہے۔1

انس بن مالک کا اس قدر رنجیدہ اور افسردہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کی ہیئت وصورت میں اچھی خاصی تبدیلی رونما ہوچکی تھی اگر کوئی معمولی سی تبدیلی ہوتی تو انس بن مالک کو اس قدر رونے اور غمگین ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ یقینا نماز کی ہیئت میں تبدیلی کا تعلق عصر خلفاء اور ملوک کے ساتھ ہو گا

دوسری مثال

36 ہجری جنگ جمل سے واپسی کے موقعہ پر بصرہ میں میں مولا علی علیہ السلام نے لوگوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی نمازیوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے لمبی لمبی صفیں بچھائی گئیں اور مولا علی علیہ السلام نے رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھائی بعض لوگوں نے مولا علی علیہ السلام کے اس رفع الیدین کو دیکھ کر تعجب کرتے ہوئے ایک دوسرے سے پوچھنا شروع کر دیا یہ کون شخص ہے؟

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح البخاری ج1 ص112 حدیث 530 مواقیت الصلاہ باب تضییع الصلاہ عن وقتھا محمد بن اسماعیل۔ جعفی بخاری متوفی 256ھ

جس نے آج ہمیں محمد ﷺ والی نماز پڑھائی ہے

قابل افسوس بات یہ ہے کہ ابھی رحلت پیغمبر اعظم ﷺ کو تقریبا 26 یا 27 سال ہی گزرے ہوئے تھے یہاں تک کہ نماز پیغمبرؐ کو تبدیل کر دیا گیا اب اس نماز پیغمبرؐ کی ہیئت اور شکل وصورت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جہاں اس نماز کے وارث حقیقی کو اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے کئی صدیاں گزر چکی ہیں۔

حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، أَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ: قَدْ ذَكَّرَنِي هَذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ محمد

ترجمہ۔ عبد اللہ بن مطرف عمران بن حصین سے نقل کرتا ہے اس نے کہا ایک دفعہ میں اور عمران بن حصین نے بصرہ میں علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے پیچھے نماز پڑھی جب وہ سجدہ میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے جب نماز مکمل ہو گئی اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے پوچھا بتا یہ کون شخص ہے جس نے آج ہمیں محمد جیسی نماز پڑھائی ہے.1

تیسری مثال۔ کتب تاریخ میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ معاویہ نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور رفع الیدین کو محو کرنے کی ناکام کوشش کی مگر مہاجرین اور انصار کے شدید رد عمل کی وجہ سے وہ اپنے اس مشن میں ناکام لوٹا حالانکہ وہ چاہتا تھا کہ نماز کو ان اذکار سے خالی کر دیا جائے

---

1. اہل سنت حضرات کی کتاب بدایہ المجتھد ونھایہ المقتصد ج 1, ص 130 الفصل الاول فی اقوال الصلاۃ تأليف ـ أبو الوليد محمّد بن أحمد بن محمّد بن أحمد بن أحمد بن رُشْد الأندلسي المعروف بابن رُشْد الحَفِيد (520 هـ 595 هـ) اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح البخاری ج 1ص 156 کتاب الاذان باب اتمام التکبیر فی الرکوع تالیف امام محمد اسماعیل بخاری جعفی متوفی 256ھ سمرقند

حدیث ملاحظہ فرمائیں

وَأخرج الشَّافِعِي فِي الْأُم وَالدَّارَقُطْنِيّ وَالْحَاكِم وَصَححهُ وَالْبَيْهَقِيّ عَن معاوية أَنه قدم الْمَدِينَة فصلى بهم وَلم يقْرَأ {بِسم الله الرَّحْمَن الرَّحِيم} وَلم يكبر إِذا خفض وَإِذا رفع فناداه الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَار حِين سلم: يَا مُعَاوِيَة أسرقت صَلَاتك أَيْن {بِسم الله الرَّحْمَن الرَّحِيم} وَأَيْنَ التَّكْبِير

ترجمہ۔ بیھقی نے اپنی کتاب (سنن الکبری) میں صحیح طریق سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ معاویہ بن ابو سفیان مدینہ آیا اور اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو چھوڑ دیا اور اسی طرح سے رکوع اور سجدہ میں جاتے وقت اور وہاں سے سر اٹھاتے وقت اس نے اللہ اکبر کہنا بھی چھوڑ دیا جب نماز ختم ہوئی تو فورا مہاجرین اور انصار نے مل کر فریاد کرتے ہوئے اس سے پوچھا اے معاویہ تو نے نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تکبیروں کو کیوں چرایا ہے ؟1

---

1. اہل سنت کی معتبر کتاب: الدر المنثور في التفسير المأثور ج1 ص21 کتاب الفاتحہ مصنف عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی متوفی 911ہجری

آج بعض مسلمانوں کو نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور رفع الیدین جو نصیب ہوئی ہے یہ مہاجرین اور انصار کے شدید رد عمل اور احتجاج کی مرہون منت ہے ورنہ یہ بھی آج باقی سنتوں اور اذکار کی طرح محو ہو چکے ہوتے

ہاتھ باندھنے کا آغاز

پوری بخاری میں فقط ایک ہی روایت ہے جس کو ابو حازم نے سھل بن سعد سے نقل کیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا کریں

عبارت ملاحظہ فرمائیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ،

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: «كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ.» قَالَ أَبُو

حَازِمٍ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِي ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يُنْمَى ذَلِكَ، وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِي

ترجمہ سھل بن سعد نے کہا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا کریں (قال ابو حازم) ابو حازم نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے مگر یہ کہ سھل نے اس حکم کی نسبت رسول خدا ﷺ کی طرف دی (قال اسمعیل) امام بخاری نے کہا ہے کہ نسبت تو دی گئی ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ کس نے نسبت دی ہے؟1

عینی کا قول

علامہ بدر الدین عینی اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد 5 ص 278 پر رقمطراز ہے کہ لفظ (ینمی) یاء کے ضمہ اور میم کہ فتح کے ساتھ مجہول کا صیغہ ہے
لہذا یہ حدیث مرسل ہے چونکہ ابو حازم نے معین نہیں کیا کہ کس نے نسبت دی ہے

ا۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح البخاری ج 1 ص 148 کتاب الاذان _ باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ

مولف ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری الجعفی متوفی 256ھ

اگر لفظ ینمی معلوم کا صیغہ ہوتا تو یہ حدیث متصل ہوتی ہے

لہذا یہ حدیث اہل سنت کے مدعا پر پورا اترتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی کیونکہ ان کا دعوی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کو نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے مگر افسوس ہے کہ خواب سہانا ثابت نہ ہو سکا

اولا : اس حدیث میں صراحتاً حکم دینے والے کا کہیں کوئی ذکر نہیں یعنی کس نے حکم دیا کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا کریں

البتہ ابو حازم نے اس حکم کی نسبت نبی کی کریم ﷺ کی طرف دی ہے یہ ابو حازم کا ذاتی اجتہاد اور اندازہ تو ہو سکتا ہے مگر یہ حکم نبی ہر گز نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث ان الفاظ سے خالی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اگر یہ حکم نبی ہوتا تو تو روای کو کیا مجبوری تھی کہ وہ آپ ﷺ کی طرف نسبت دے کر روایت بیان کرتا اور یوں کہتا قال رسول اللہ یعنی رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا کریں

ثانیا : اس میں ایک راوی مالک بن انس ہے جو خود ہاتھ کھلے چھوڑ کے نماز پڑھنے کا قائل ہے اہل مدینہ کی متابعت کرتے ہوئے

ثالثا : بعض محدثین اہلسنت نے اس حدیث کو مبھمات میں سے قرار دیا ہے مثلا کتاب نیل الاطار شوکانی کو ملاحظہ فرمائیں

رابعا: ملا علی قاری اپنی کتاب شرح موطا میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتا ہے

(قال كان الناس) اى الصحابه او التابعون (يو مرؤن) اى من جهة النبى صلى الله عليه وسلم او من قبل الخلفاء الكرام (ان يضع احدهم يده اليمنى على ذراعه اليسرى فى الصلاة.

ترجمہ. صحابہ اور تابعین کو نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا: یا تو یہ حکم نبی کریم دیا کرتے تھے یا یہ حکم خلفاء کی طرف سے دیا جایا تھا ملا علی قاری نے بھی اس روایت میں دونوں احتمال ذکر کیے ہیں یا یہ حکم نبی کریم کی طرف سے صادر ہوا کرتا تھا یا خلفاء کی طرف سے یہ حکم دیا جایا کرتا تھا کہ صحابہ اور تابعین نمازوں میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا کریں. 1

---

1. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب فتح المغطا شرح المؤطا بروایہ محمد بن الحسن الشیبانی ج1 ص470 94 باب وضع الیمین علی الیسار فی الصلاۃ تالیف المحدث الشھیر والفقیہ النبیل علي بن سلطان محمد القاري متوفی 1014ھ تحقیق و تعلیق تسلیم الدین الہ آباد ھند دار الکتب العلمیہ

ایسی مبہم قسم کی روایت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے پر مجبور کرنا ایک عالم ربانی کی شایان شان نہیں ہو سکتا.

ابن رشد کا قول

ابن رشد یہاں تک کہتا ہے کہ

أَنَّهُ قَدْ جَاءَتْ آثَارٌ ثَابِتَةٌ نُقِلَتْ فِيهَا صِفَةُ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ، وَلَمْ يُنْقَلْ فِيهَا أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى، .

ترجمہ وہ آثار ثابت جن میں نبی کریم ﷺ کی کیفیت نماز موجود ہے مگر ان آثار میں یہ کہیں منقول نہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا کرتے تھے.1

ا۔کتاب بدایہ المجتھد ونھایہ المقتصد ج 1 ص 147 الباب الاول في صلاہ المنفرد الحاضر تالیف الامام ابي الولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد رشد القرطبي متوفی 595 ہجری الطبعہ السادسہ 1982 دار المعرفہ

ابن منذر کا قول

امام شوکانی کیفیت نماز کی بحث کے تحت لکھتا ہے

قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ فِي بَعْضِ تَصَانِيفِهِ: لَمْ يَثْبُتْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ فَهُوَ مُخَيَّرٌ

ترجمہ: ابن منذر نے اپنی بعض کتب میں کہا ہے نبی کریم ﷺ سے ہاتھ کھولنے اور باندھنے کے اس سلسلے میں کچھ ثابت نہیں لہذا نمازی کو اختیار ہے چاہے وہ ہاتھ کھول کر پڑھے یا ہاتھ باندھ کر پڑھے

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب نیل الاوطار ج2 ص219 کتاب الصلاۃ شوکانی

جب بڑے بڑے ائمہ اہل سنت نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی روایت ثابت نہیں ہے جس کی بنا پر یہ کہا جاسکے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ کھول کر یا باندھ کر نماز پڑھی ہو: تو پھر ہم یہ کہنا حق بجانب رکھتے ہیں کہ سھل والی مبھم روایت کو نبی کریم ﷺ کی طرف کس طرح منسوب کر کے لوگوں کو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کی ترغیب دلائی جاتی ؟

فتدبر ایھا القاری

تاریخی شواہد کے مطابق خلیفہ ثانی صاحب اپنے دور حکومت میں بعض دینی امور میں اپنی من پسند کی تبدیلیاں لائے تھے مثلالوگوں کو چار تکبیر نماز جنازہ پر جمع کیا.1

رمضان المبارک میں تراویح کا پڑھنے کا حکم دیااور مساجد میں تروایح کے قیام کے لیے مختلف شہروں میں خطوط لکھے.2

اذان سے کلمہ حی علی خیر العمل نکالا.3

تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کیا .4

اذان صبح میں الصلاۃ خیر من النوم کا اضافہ کرایا۔5

حج تمتع اور متعہ النساء سے منع کیا.6

---

1. اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء ص 137 باب اولیات :جلال الدین سیوطی متوفی 1ھجری

2اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تاریخ طبری ج2ص ذکر وقائع 14 ھجری

3. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب شرح المقاصد ج4ص283

4. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح مسلم باب طلاق الثلاث

5. ااہل سنت حضرات کی معتبر کتاب موطاامام مالک ص38

6. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب شرح قوشجی ص333 المقصد الرابع فی الامامہ

نماز میں ہاتھ بند ھوانا بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتاہے اور اسی عصر کی ایجاد ہے

جیسا کہ بعض محققین نے نافع بن ابی الھلال عسکری کی کتاب الاوئل کے خطی نسخہ کے حوالے سے نقل کیاہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کے دور حکومت میں نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم دیا گیااس واقعہ کی تفصیل ہمارے عالم بزرگوار صاحب جواہر الکلام کچھ اس طرح سے بیان کرتے ہیں.

حكي عن عمر لما جيء بأسارى العجم كفروا أمامه فسأل عن ذلك فأجابوه بأنا نستعمله خضوعا وتواضعا لملوكنا . فاستحسن هو فعله مع الله تعالى في الصلاة.

ترجمہ ! حضرت عمر بن خطاب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ اس کے دربار میں عجمی (قادسیہ) قیدیوں کو لایا گیاانہوں نے اپنے ہاتھوں کو ہاتھوں پر رکھاہوا تھاحضرت عمر نے ان سے اس عمل یعنی ہاتھ باندھنے کا سبب اور وجہ پوچھی تو انھوں بتایا کہ ہم اپنے ملوک کے سامنے خضوع وخشوع کا اظہار کرنے کی خاطر ایسا ہی کیا کرتے ہیں

پس حضرت عمر نے ان کے اس عمل کو پسند کیا اور چاہا کہ نماز میں بھی خدا کی بار گاہ میں حاضر ہوتے وقت ایسے ہی کیا جائے. 1

نوٹ فتح قادسیہ کا تعلق 14 ہجری کے ساتھ ہے گویا کہ 14 ہجری سے پہلے نماز میں ہاتھ باندھنے کا رواج نہ تھا اس سے پہلے سب لوگ کھلے ہاتھ نماز پڑھا کرتے تھے

اعتراض. وانحر کا معنی ہے سینہ کے اوپر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا کچھ صاحبان نے اس آیت سے استدلال قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالی نے سورہ الکوثر میں اپنے حبیب سے فرمایا

ہے کہ بے شک ہم نے تجھے کوثر عطا فرمائی ہے تم اپنے رب کی نماز پڑھو اور سینہ پر

ہاتھ باندھیں.

جواب :اس آیت کریمہ سے نماز میں ہاتھ باندھنے کا استدلال کرنا کئی ایک لحاظ سے درست نہیں ہے

---

1. جواھر الکلام فی شرح شرائع الاسلام ج 11ص 19 کتاب الصلاۃ استاذ الفقھاء الشمخ محمد حسن النجفی متوفی 1266ھ

لفظ اولا: لفظ نحر کا معنی ہے قربانی کرنا جیسا کہ تفسیر الجلالین کے ص پر 824 پر مذکور ہے (وانحر) نسک یعنی عید کے دن قربانی کر.

مصنف جلال الدین محلی وجلال الدین سیوطی

شان نزول. اس سورہ مبارکہ کے شان نزول میں شیعہ سنی دونوں مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ جب دشمنان اسلام نے نبی کریم ﷺ کو بے اولاد اور بے نسل ہونے کا طعنہ دیا تو اللہ تعالی نے ان کے اس طعنہ کے جواب میں اس سورہ الکوثر کو نازل فرمایا اے میرا حبیب بے شک ہم نے تجھے کوثر عطا کی ہے تو اپنے رب کی نماز پڑھ اور قربانی کر بے شک تیرا دشمن ابتر ہے

ثانیا: قرآن وسنت میں ہاتھ باندھنے کی مذمت وارد ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ

یہودیوں نے کہا: اللہ تعالی کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ ان کے ہاتھ باندھے جائیں اور ان پر اس کہنے کی وجہ سے لعنت ہے.

یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کی اس کلام کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان پر لعنت اور نفرین کی بلکہ خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں سورہ المائدہ آیت 64

ہاتھ باندھنا وہ قبیح صفت ہے جب یہودیوں نے اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف دی تو اللہ تعالی ان پر غضبناک ہوا اور ان پر لعنت کی

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کا تعلق نماز میں ہاتھ باندھنے کے ساتھ کس طرح ہو سکتا ہے

جواب: اس آیت کا تعلق نماز کے ساتھ اس طرح بنتا ہے کہ بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ انسان کوئی نیکی بجا نہیں لا سکتا لہذا نماز بھی ایک نیکی ہے جسے بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ ہرگز بجا نہیں لایا جا سکتا.

نعمان مصری امام صادق علیہ السّلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر یا بائیں کو دائیں پر

مت رکھو، چونکہ یہ اہل کتاب کا عمل ہے بلکہ ہاتھوں کو کھلا رکھو. پس مناسب یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو نماز کے علاوہ کسی عمل میں مشغول نہ کرو. 1

اگر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا حکم قرآنی ہے تو پھر فقھاء اہل سنت کے درمیان ہاتھ باندھنے اور ہاتھ کھولنے میں اختلاف کیوں ہے

کیا حکم خداوندی سے تقدم کرنا جائز ہے؟

ما هو جوابكم

ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا قرآنی فیصلہ ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے

واقيموا وجوهكم عند كل مسجد وادعوه مخلصين له الدين كما بدأكم تعودون

ترجمہ جب تم مسجد کی طرف آؤ تو اس کے مطیع بندے بن کر اس کی ایسی عبادت کرو جس طرح اس نے تمہیں پیدا کیا گیا اور اسی طرح تم اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے 2

1. وسائل الشیعہ ج7 ص266

2. پارہ 8 سورہ اعراف آیت 29

کھلے ہاتھ رکھنا فطری عمل ہے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان اس مادی دنیا میں پہلا قدم رکھتا ہے یا اس دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ کرتا ہے؛ تو کیا اس کے ہاتھ کھلے ہوئے ہوتے ہیں یا بندھے ہوئے؟ ہر چھوٹے بڑے کی طرف سے یہی جواب ملے گا کہ وہ کھلے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ دنیا میں آتا ہے اور کھلے ہاتھوں کے ساتھ ہمیشہ کے لیے اس دنیا کو الوداع کہتا ہے گویا کہ

اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں نماز جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی کا طریقہ بتلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے انسان تم کھلے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ میری نماز پڑھو۔

ثانیاً: ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا فطرت انسانی میں داخل ہے اور یہ اسلام دین فطرت ہے

گویا کہ ہاتھ کھلے رکھ کر نماز پڑھنا دین اسلام کے مطابق ہے دین فطرت کے متعلق ارشاد رب العزت ہے (فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا)

ترجمہ: یہ دین وہ فطرت الہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے

پارہ 21 سورہ الروم آیت 30

توضیح۔جب انسان اس دنیا میں پہلا قدم رکھتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہوتے ہیں جب وہ چلتا پھرتا ہے تو اس کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں جب وہ سوتا ہے تو اس کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں جب وہ مرتا ہے تو اس کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں جب اسے غسل کفن دیا جاتا ہے تو اس کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں جب اسے دفن کیا جاتا ہے تو اس کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں جب روز محشر اسے اٹھایا جائے گا تو اس کے کھلے ہوئے ہاتھوں میں اسے اس کا نامہ اعمال پکڑایا جائے گا جب انسان کی دنیاوی اور اخروی زندگی کا دارومدار ہی کھلے ہوئے ہاتھوں پر ہے اور ہاتھ کھلے رکھنا فطرت انسانی میں داخل ہے اور دین اسلام بھی دین فطرت ہے تو پھر ایک عقل مند انسان کے پاس کیا مجوز ہے کہ وہ انسانی فطرت کی مخالفت کرتے ہوئے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے

ثالثاً: اصولی قواعد کے مطابق بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم ثابت ہے کیونکہ برادران اہل سنت کی جن روایات میں ہاتھ باندھنے کا ذکر ہوا ہے وہ متعارض ہو رہی ہیں وضع مکانی کے ساتھ مثلا بعض میں ناف کے نیچے اور بعض میں ناف کے اوپر اور بعض میں سینے کے اوپر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے پس اس وضع مکانی کے اختلاف کی بناپر مسلم اصولی قاعدہ(اذا تعارضا تساقطا) کا اجرا کرتے ہوئے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا باقی رہ جاتا ہے پس اصولی قواعد کے مطابق بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

شیعہ کتب اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے کتب شیعہ میں سے کچھ ایسی روایات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جن میں بالصراحت مذکور ہے کہ محمد وال محمد علیہم السلام ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے اور اپنے شیعوں کو بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم دیا کرتے اور انہیں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے سے منع

فرماتے اور یہاں تک کہ ہاتھ باندھنے کی مذمت کرتے ہوئے اسے یہودو ونصاری اور مجوس کا عمل کہا ہے.

فروع کافی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں

علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن حماد بن عيسى قال: قال لي أبو عبد الله (عليه السلام) يوما: يا حماد تحسن أن تصلي؟ قال: فقلت يا سيدي أنا أحفظ كتاب حريز في الصلاة فقال: لا عليك يا حماد قم فصل قال: فقمت بين يديه متوجها إلى القبلة فاستفتحت الصلاة فركعت وسجدت، فقال: يا حماد لا تحسن أن تصلي ما أقبح بالرجل منكم يأتي عليه ستون سنة أو سبعون سنة فلا يقيم صلاة واحدة بحدودها تامة، قال: حماد فأصابني في نفسي الذل. فقلت: جعلت فداك فعلمني الصلاة فقام أبو عبد الله (عليه السلام) مستقبل القبلة منتصبا فأرسل يديه جميعا على فخذيه، قد ضم أصابعه وقرب بين قدميه حتى كان بينهما قدر ثلاث أصابع منفرجات واستقبل بأصابع رجليه جميعا القبلة لم يحرفهما عن القبلة وقال بخشوع: الله أكبر ثم قرأ الحمد بترتيل وقل هو الله أحد

ثم صبر هنية بقدر ما يتنفس وهو قائم ثم رفع يديه حيال وجهه وقال: الله أكبر. وهو قائم ثم ركع وملا كفيه من ركبتيه منفرجات ورد ركبتيه إلى خلفه حتى استوى ظهره حتى لو صب عليه قطرة من ماء أو دهن لم تزل لاستواء ظهره ومد عنقه وغمض عينيه ثم سبح ثلاثا بترتيل فقال: سبحان ربي العظيم وبحمده. ثم استوى قائما فلما استمكن من القيام قال: سمع الله لمن حمده. ثم كبر وهو قائم ورفع يديه حيال وجهه ثم سجد وبسط كفيه مضمومتي الأصابع بين يدي ركبتيه حيال وجهه فقال: سبحان ربي الأعلى و بحمده ثلاث مرات ولم يضع شيئا من جسده على شئ منه وسجد على ثمانية أعظم الكفين والركبتين وأنامل إبهامي الرجلين والجبهة والأنف وقال: سبعة منها فرض يسجد عليها وهي التي ذكرها الله في كتابه فقال: " وأن المساجد لله فلا تدعوا مع الله أحدا " وهي الجبهة والكفان والركبتان والابهامان ووضع الانف على الأرض سنة، ثم رفع رأسه من السجود فلما استوى جالسا قال: الله أكبر. ثم قعد على فخذه الأيسر وقد وضع ظاهر قدمه الأيمن على بطن قدمه الأيسر وقال: أستغفر الله ربي وأتوب إليه. ثم كبر وهو جالس وسجد

السجدة الثانية وقال: كما قال في الأولى ولم يضع شيئا من بدنه على شئ منه في ركوع ولا سجود وكان مجنحا ولم يضع ذراعيه على الأرض فصلى ركعتين على هذا ويداه مضمومتا الأصابع وهو جالس في التشهد فلما فرغ من التشهد سلم. فقال: يا حماد هكذا صل.

ترجمہ. حماد بن عیسی بیان کرتا ہے کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے کہا اے حماد تم نماز اچھے طریقے سے کیوں نہیں پڑھ سکتے میں نے عرض کی اے میرے آقا میں نے کتاب حریز سے نماز کو سیکھا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا وہ صحیح نہیں ہے امام علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو میں امام علیہ السلام کے سامنے روبقبلہ کھڑا ہو گیا میں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اور رکوع اور سجود بجالایا امام علیہ السلام نے فرمایا کتنی گھٹیا بات ہے ایک شخص جس کی عمر 60 یا 70 سال تک پہنچ چکی ہو وہ ایک نماز کو صحیح طریقہ کے ساتھ بجا نہیں لا سکتا حماد نے کہا یہ سن کر مجھے اپنے نفس میں ذلت محسوس ہوئی میں نے عرض کی اے میرے آقا میری جان آپ پر قربان ہو آپ مجھے نماز کا طریقہ بتایئے یہ سن کر امام علیہ السلام روبقبلہ کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنے ہاتھوں کو مکمل طور پر کھول کر رانوں پر رکھ دیا اور اپنی انگلیاں ملالیں دونوں قدموں کو ایک

دوسرے کے قریب کر دیا یہاں تک کہ ان کے درمیان کھلی ہوئی تین انگلیوں کے برابر فاصلہ رہ گیا پاؤں کی انگلیوں کے سرے روبو بقبلہ کیے اور انہیں وہاں سے ہٹنے نہ دیا پھر پورے خشوع کے ساتھ اللہ اکبر کہا پھر ترتیل کے ساتھ سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد کی قراءت کی یوں سانس کی مقدار کے برابر توقف کیا حالانکہ آپ حالت قیام میں تھے پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے کے برابر بلند کیا اور اللہ اکبر کہا جب کہ آپ اس وقت حالت قیام میں تھے پھر رکوع کیا آپ نے ہاتھوں کی کھلی ہوئی انگلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھا جس سے گھٹنوں کو تھوڑا سا پیچھے کی طرف دھکیلا یہاں تک کہ آپ کی پشت مبارک ایسی ہموار ہو گئی اگر اس کے اوپر پانی یا تیل کا قطرہ گر جاتا پشت ہموار ہونے کی وجہ سے وہ قطرہ نیچے کی طرف نہ آتا گردن کو تھوڑا آگے بڑھایا آنکھوں کو بند کیا تین مرتبہ ترتیب کے ساتھ تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہا پھر سیدھے کھڑے ہو گئے اور تھوڑا سا حالت قیام میں ٹھہر گئے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر اللہ اکبر کہا جب کہ آپ حالت قیام میں تھے اپنے ہاتھوں کو چہرے کے مقابلے میں بلند کیا پھر سجدہ میں چلے گئے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا لیا اور انہیں گھٹنوں کے سامنے چہرے کے برابر رکھ دیا اور تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی وبحمدہ کہا امام علیہ السلام نے اعضائے سجدہ کے

علاوہ جسم کا کوئی حصہ بھی زمین پر نہ رکھا وہ اعضا سجدہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے دونوں پاؤں کے انگوٹھے پیشانی اور ناک ہیں یہ آٹھ اعضا بنتے ہیں اور فرمایا ان میں سے سات اعضاء کو زمین پر رکھنا واجب ہے یہ وہ اعضا ہیں جن کا اللہ تعالی نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے یہ مساجد اللہ ہیں تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو وہ پیشانی دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے دونوں انگوٹھے ہیں اور ناک کا زمین پر رکھنا سنت ہے پھر سر سجدے سے اٹھایا اور سیدھے بیٹھ گئے اور اللہ اکبر کہا پھر بائیں ران پر بیٹھ گئے پھر دایاں قدم کے ظاہری حصے کو بائیں قدم کے تلوے حصے پر رکھ دیا اس کے بعد دوسرا سجدہ کیا اور اس سجدے میں بھی وہی کچھ پڑھا جو پہلے سجدے میں پڑھ چکے تھے سوائے اعضائے سجدہ کے بدن کا کوئی عضو زمین پر نہ رکھا اور سجود میں کہنیاں زمین سے اٹھائے رکھیں اس طرح سے دو رکعت مکمل کر لی جب تشہد میں بیٹھے تو انگلیاں ملا کر رانوں پر رکھیں جب تشہد و سلام سے فارغ ہوئے تو فرمایا حماد اس طریقے کے مطابق نماز پڑھا کرو.1

1. فروع کافی ج3 ص311 کتاب الصلاۃ باب افتتاح الصلاۃ ثقۃ الاسلام ابی جعفر بن محمد بن یعقوب الکلینی رح متوفی329ھ متوفی328ھ

قارئین کرام جیسا کہ کہ آپ نے ملاحظہ فرمالیاہے کہ اس روایت میں کہیں دور تک کا بھی اشارہ نہیں ملتا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے حماد کو نماز کا طریقہ بتاتے ہوئے اسے کہاہو کہ آپ قیام میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر قراءت شروع کر دیں بلکہ روایت میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ کھلے چھوڑ دیے اور انہیں اپنی رانوں پر رکھ کر قراءت شروع کر دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نماز رسول خدا کی نماز سے ماخوذ ہے اور جیسا کہ سنی کتب میں یہ روایت موجود ہے جو حمید بن سعدی سے مروی ہے کہ نبی کریم نے ایک صحابی کو جو نماز کا طریقہ سکھایا تھااس میں کہیں ذکر نہیں کہ تو قیام میں جب کھڑا ہو جاتاہے تو اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ دینااور پھر قرآت شروع کر دینااس روایت کو سنی مصادر سے بھی عنقریب بیان کیاجائے گا گویا کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا نبی اور عترت نبی علیہم السلام کی تعلیمات اور ان کی سنت کے عین مطابق ہے؛ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے والوں پر بدعتی ہونے کا فتوی لگانے والے مفتیوں کو ذراسوچ لیناچاہیے کہ

ہمارے اس فتوے کی زد میں کون کون سی مقدس ہستیاں آرہی ہیں فتدبر ایھا القاری

وسائل الشیعہ کی عبارت

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے نبی کریم ﷺ اور ان کی عترت طاہرہ علیہم السلام میں سے بعض ذوات قدسیہ کے فرمودات پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کی سخت مذمت وارد ہے مثلا. حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے نماز میں ہاتھ باندھنے کی منع وارد ہوئی ہے اس لیے کہ ہاتھ باندھنا ایک زائد فعل ہے اور نماز میں کسی فعل کو بجالانا جائز نہیں

روایت ملاحظہ فرمائیں

علی بن جعفر قال: قال علی بن الحسین علیه السّلام: وضع الرّجل احدٰی یدیه علی الأخرٰی فی الصّلاة عمل، ولیس فی الصّلاة عمل

ترجمہ. علی بن جعفر بیان کرتے ہیں میرے بھائی امام موسٰی کاظم علیہ السّلام

نے بتایا کہ امام زین العابدین السّلام نے فرمایا: نماز میں ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر رکھنا ایک طرح کا فعل ہے اور نماز میں کسی فعل کا بجالانا جائز نہیں ہے. 1

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کو مجوس کا عمل قرار دیتے ہیں روایت ملاحظہ فرمائیں

وعن محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن حماد عن حريز ، عن رجل ، عن أبي جعفر عليه السلام ـ في حديث ـ قال : ولا تكفر ، إنما يصنع ذلك المجوس

ترجمہ. محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ مت باندھو کیونکہ یہ مجوسیوں کا عمل ہے 2

---

1. وسائل الشیعہ ج7 ص266

2. وسائل الشیعہ عن مسائل الشریعہ ج7 ص266 الشیخ محمد بن حسن الحر العاملی 1044ھ

نبی کریم ﷺ نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کو یہود کا عمل قرار دیا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے.

میں اب اپنے محترم قارئین کے سامنے اہل سنت کتاب سے ایک ایسی روایت پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں آنحضرت ﷺ نے نماز میں ہاتھ باندھنے کو عمل یہود قرار دیا ہے اور اس عمل کی مذمت فرمائی ہے

روایت ملاحظہ فرمائیں

(5) حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (كأني أنظر إلى أحبار بني إسرائيل واضعي أيمانهم على شمائلهم في الصلاة

ترجمہ۔ مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ نماز میں علمائے یہود اپنا دایاں ہاتھ بایاں ہاتھ پر رکھے ہوئے ہیں

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والاثار ج 3 ص 512 مصنف سراج الدین امن انصاری شافعی المعروف ابن ملقن متوفی 804ھ تحقیق ابی عبد اللہ محی الدین بن جمال الدین۔

محقق اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ اس کی اسناد جید ہیں

لفظ(کانی انظر) قابل توجہ ہے جس کا ترجمہ بنتا ہے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں یہ جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پیغمبر اعظم ﷺ اپنی نگاہ رسالت سے دیکھ رہے تھے کہ عنقریب ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا میری امت کے علماء اہل کتاب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ دیا کریں گے

اس حدیث میں دوسرا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہودی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرتے اگر آج بھی (Google) گوگل پر ان کی نماز کے طریقے کو سرچ کیا جائے تو نماز میں ان کے ہاتھ بندھے ہوئے دکھائی دیں گے گویا کہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کی بجائے ہاتھوں کو باندھ لینا اہل کتاب کا طریقہ کار ہے اور شریعت محمدی ﷺ میں یہود و نصاری کی شباہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ ان کے مذہبی شعار کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اور اس قسم کی مرویات سے شیعہ سنی کتب بھری پڑی ہیں

کتب اہل سنت اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے کتب اہل سنت میں سے نبی کریم ﷺ اہل بیت اطھار ؑ میں سے مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام: امام محمد باقر علیہ السلام؛ تابعین عظام اور ان ائمہ مجتہدین کے اسماء پیش کرنا چاہتا ہوں جو ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے ان میں سے سر فہرست عبد اللہ بن زبیر؛ سعید بن مسیب؛ سعید بن جبیر؛ حسن بصری؛ لیث بن سعد؛ ابراہیم بن یزید نخعی؛ امام مالک بن انس؛ امام شافعی اور امام اوزاعی امام منذر وغیرہ وغیرہ

عبد اللہ بن زبیر کی نماز کا بیان

اہل سنت کے نزدیک عبد اللہ ابن زبیر کی نماز نبی کریم کی نماز کا نقشہ پیش کرتی ہے جیسا کہ ابن عباس فرماتے جو شخص رسول خدا ﷺ کی نماز دیکھنا چاہے وہ ابن زبیر کی نماز دیکھے

حدیث ملاحظہ فرمائیں فَقَالَ: إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْتَدِ بِصَلَاةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ۔

ترجمہ ابن عباس رض نے کہا اگر تم رسول خدا ﷺ کی نماز کو دیکھنا پسند کرتے ہو تو ابن زبیر کی نماز دیکھ لو اسنادہ صحیح اس روایت کی سند صحیح ہیں. 1

ابن زبیر کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا اتنا اظہر من الشمس ہے جسے بیسیوں محدثین اور مجتہدین اور فقہاء اہل سنت نے بغیر کسی جرح وقدح کے اپنی اپنی مصنفات میں نقل کیا

عبارت ملاحظہ فرمائیں

حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ قَالَ: «كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، إِذَا صَلَّى يُرْسِلُ يَدَيْهِ۔

ترجمہ یزید بن ابراہیم کہتا ہے کہ میں نے عمرو بن دینار کو کہتے ہوئے سنا جب عبداللہ بن زبیر نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ کھلا چھوڑ دیا کرتے تھے.2

1. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد ج1 ص197 حدیث نمبر 738 کتاب الصلاۃ باب افتتاح الصلاۃ مصنف ابو داوود سلیمان بن الاشعث الازدی السجستانی متوفی 375ھ تحقیق شعیب الارنووط طبع الاولی 2009 ناشر دار الرسالہ العلمیہ

2. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب المصنف ج 1 ص 343 باب من کان یرسل یدیہ فی الصلاۃ مصنف ابن ابی شیبہ عبسی کوفی متوفی 235ھ

ابراہیم بن محمد الشافعی فرماتے ہیں کہ

حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشَّافِعِيُّ، ثَنَا عَمِّي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَلَاةً مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ وَذَلِكَ أَنَّهُ أَخَذَ مِنْ مُسْلِمِ بْنِ خَالِدٍ الزِّنْجِيِّ وَأَخَذَ مُسْلِمٌ مِنَ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَخَذَ ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ عَطَاءٍ وَأَخَذَ عَطَاءٌ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَأَخَذَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ میں نے کسی شخص کو محمد بن ادریس شافعی سے زیادہ عمدہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا یہ اس لیے کہ انہوں نے نماز کا طریقہ مسلم بن خالد زنجی سے اخذ کیا انہوں نے مسلم ابن جریج سے اخذ کیا ابن جریج نے عطا سے اخذ کیا عطا نے عبد اللہ بن زبیر سے اخذ کیا ابن زبیر نے (اپنے نانا) ابو بکر سے اخذ کیا اور ابو بکر نے نبی کریم سے اخذ کیا اور نبی کریم ﷺ نے جناب جبرائیل علیہ السلام سے اخذ کیا.1

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج،9 ص135 رقم الحدیث44

تالیف: ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبھانی متوفی 430ھ تاریخ اشاعت 1974

رسول خدا ﷺ کی کیفیت نماز کا بیان

مذہب شیعہ خیر البریہ کے علاوہ سنی مکتب فکر کے بعض منصف مزاج علماء کرام نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے مثلاً سنی مفتی عبد الحی لکھنوی لکھتا ہے:

عن معاذ ان رسول الله ﷺ کان إذا قام فی ا الصلوة رفع یدیه قبال أذنیه فاذا کبر ارسلهما (رواه الطبرانی)

ترجمہ: جناب معاذ رض سے مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر کیا کرتے اور پھر انھیں کھلا چھوڑ دیا کرتے اس روایت کو طبرانی نے نقل کیا ہے۔ 1

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب فتاویٰ عبد الحی لکھنوی ص456 طبع قدیم مفتی الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی متوفی1886 عیسوی اہلسنت حضرات کی معتبر: التلخیص الحبیر في تخریج أحادیث الرافعي الکبیر ج1 ص550 کتاب الصلاة باب صفة الصلاة المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (متوفی853ھ) الناشر: دار الکتب العلمیة الطبعة: الطبعة الأولى. 1989 عیسوی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز سکھانے کا طریقہ

اب میں اپنے محترم قائین کے کرام کے سامنے ایسی صحیح السند روایت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جس میں نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھلایا ہے اور اس میں کہیں ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں ہے

روایت ملاحظہ فرمائیں

303] حدثنا محمد بن بشار حدثنا يحيى بن سعيد القطان حدثنا عبيد الله بن عمر أخبرني سعيد بن أبي سعيد عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلى ثم جاء فسلم على النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرد عليه السلام فقال ارجع فصل فإنك لم تصل فرجع الرجل فصلى كما كان صلى ثم جاء إلى النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسلم عليه فرد عليه السلام فقال له رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارجع فصل فإنك لم تصل حتى فعل ذلك ثلاث مرار فقال له الرجل والذي بعثك بالحق ما أحسن غير هذا فعلمني فقال إذا قمت إلى الصلاة فكبر ثم اقرأ بما

تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع حتى تعتدل قائما ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تطمئن جالسا وافعل ذلك في صلاتك كلها قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح ۔

ترجمہ: ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی اور پھر آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا اور آپ نے اس سے فرمایا واپس لوٹ جاؤ نماز پڑھو تو نے نماز نہیں پڑھی پھر اس شخص نے دوبارہ نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی پھر نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا اور آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا اور آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ پھر اسے دوبارہ نماز پڑھنے کی لیے کہا اور اسی طرح اس نے تین بار نماز پڑھی آخر کار اس شخص نے آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا آپ مجھے نماز کا طریقہ بتلایئے اور سکھلایئے آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تو اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دینا پھر قرآن میں سے جتنا تو

پڑھ سکتا ہے اسے پڑھ لینا پھر رکوع بجالانا اور رکوع اطمینان اور سکون سے بجالانا پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہونا اور پھر سجدہ میں چلے جانا سکون اور اطمینان سے سجدہ بجالانا پھر سجدہ سے سر اٹھانا اور تھوڑی دیر کے لیے وہاں ٹھہر جانا پھر سجدہ بجالانا میرے اس سے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق اپنی نماز مکمل کر لینا اس روایت کے متعلق ابو عیسی نے کہا ہے کہ یہ روایت حسن صحیح ہے 1

دعوت فکر

نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو نماز کا مکمل طریقہ بتایا اور سکھلایا ہے جس کا ذکر روایت میں موجود ہے مگر ہماری محل بحث یہ جملہ ہے

(فقال إذا قمت إلى الصلاة فكبر ثم اقرأ بما تيسر معك من القرآن)

آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو پہلے اللہ اکبر کہہ اور پھر

1. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب سنن الترمذی ج 1 ص 94 کتاب الصلاہ باب ماجاء في وصف الصلاه الامام عیسی محمد بن عیسی بن سورہ الترمذي متوفی 297ھ ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت–لبنان تاریخ طباعت 2008 میلادی

قرآت شروع کر کے نماز میں داخل ہو جانا اس میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ اپ ﷺ اس شخص سے کہا ہو کہ جب تم نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو پہلے تکبیر کہنا پھر ساتھ ہی اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر قرأت شروع کر کے نماز میں داخل ہو جانا

پس نبی کریم ﷺ کا اس شخص کو قیام کا طریقہ بتلاتے ہوئے اسے ہاتھوں کے باندھنے کا حکم نہ دینا اس بات کی محکم دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ خود بھی ہاتھ کھلے چھوڑ کر نماز پڑھا کرتے تھے صحابہ کرام کو بھی ایسے ہی کرنے کی تعلیم دیا کرتے تھے

علامہ سہروردی کا اعتراف حق: اہلسنت عالم دین علامہ سہروردی نے نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی

علامہ سہروردی نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ہاتھ باندھنے میں بھی ایک نکتہ پوشیدہ ہے، ہاتھ باندھنے میں جو نکتہ پوشیدہ ہے

وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو اپنی لطیف حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اُس کو شرف وبزرگی بخشا ہے اور اس کو اپنی توجہ کا محل اور وحی کا مورد بنایا ہے اس کو زمین و آسمان میں اس طرح برگزیدہ بنایا ہے کہ اس کی یہ بزرگی روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی؛ ارضی بھی ہے اور سماوی بھی؛ انسان کو اس نے اپنی حکمت سے راست قد (چوپاوں کے خلاف) بلند وبالا بنایا ہے دل سے لے کر اوپر تک یعنی دل سے اوپر کا حصہ اسرار آسمانی کا خزینہ ہے اسی طرح روحانی جذبات نفس کے جذبات کے مقابلہ اور محاربہ میں مصروف رہتے ہیں اس تصادم اور جنگ کی وجہ سے فرشتوں اور شیطان کے اثرات کی کشمکش جاری وساری رہتی ہے یہ مقابلہ اور کشمکش نماز کے وقت زیادہ شدید ہو جاتی ہے اس وقت اور طبیعت میں کشائش پیدا ہوتی ہے؛ اس وقت نمازی کا دل جو سماوی بن گیا ہے فنا اور بقا کے درمیان آمد وشد میں مصروف ہوتا ہے چونکہ نفسیاتی جذبات اپنے مرکز سے اوپر کی طرف صعود کرنا چاہتے ہیں اور اعضاء وجوارح کا ان باطنی کیفیات وتصرفات سے ایک طرح کا تعلق ہے اس لیے اس وقت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر گویا نفس کو مقید بنالیا جاتا ہے اور نفسیاتی جذبات کو صعود سے روک دیا جاتا ہے نفس کے مقید ہو جانے کا پتہ اس صورت میں چلتا ہے اس کے بعد نفسانی تصورات کا صعود اور اسی لیے اس

وقت نمازی ہاتھ چھوڑ دیتا ہے یہ شاید اسی وجہ سے ہو اس نقطہ کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے نقل کی گئی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی اور یہ مذہب امام مالک رحمت اللہ علیہ کا ہے 1

الشیخ سہر وردی نے نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا جو فلسفہ بیان کیا ہے اس کے ساتھ ہمارا کوئی لین دین نہیں ہے ہمارا مورد شاہد یہاں پر یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی اور ہمارے لیے انحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ عملی نمونہ ہے کیونکہ اقادوجہاں کا فرمان ہے صلوا کمارا ئتمونی اصلی ترجمہ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

تابعین عظام کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے ان اعلام اور تابعین عظام کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے جیسا ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب

1. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب عوارف المعارف ص488 باب36 فضلیت نماز تصنیف شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہر وردی شافعی متوفی 632ھ مترجم ادیب شہیر حضرت شمس بریلوی تاریخ اشاعت 1998

ناشر چودھری غلام رسول میاں جواد

المصنف میں مستقل ایک باب قائم کیا ہے جس میں ان اعلام اور تابعین عظام کا ذکر کیا ہے جو نماز ہاتھ کھول کر پڑھا کرتے تھے

روایت 1 ملاحظہ فرمائیں

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَمُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُمَا كَانَا يُرْسِلَانِ أَيْدِيَهُمَا فِي الصَّلَاةِ.

ترجمہ۔ حسن بصری اور مغیرہ سے مروی ہے کہ ابراہیم النخعی ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے

روایت 2۔حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: «مَا رَأَيْتُ ابْنَ الْمُسَيِّبِ، قَابِضًا يَمِينَهُ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ يُرْسِلُهَا.

ترجمہ: عبداللہ بن یزید سے مروی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے کبھی بھی سعید بن مسیب کو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا وہ ہمیشہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے

روایت 3۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَيْزَارِ قَالَ: كُنْتُ أَطُوفُ مَعَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَرَأَى رَجُلًا يُصَلِّي وَاضِعًا إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، هَذِهِ عَلَى هَذِهِ، وَهَذِهِ عَلَى هَذِهِ، فَذَهَبَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ جَاءَ.

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عیزار سے مروی ہے کہ اس نے کہا میں سعید بن جبیر کے ساتھ طواف کر رہا تھا اس نے ایک شخص کو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پس وہ اس کے پاس گئے اور اس کے ہاتھوں کو کھول دیا پھر واپس پلٹ آئے۔ 1

امام شوکانی نے بھی ان اعلام اور فقہاء کا تذکرہ کیا ہے جو نماز میں کھلے ہاتھ رکھنے کے قائل تھے روایت ملاحظہ فرمائیں وَرَوَى ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَالنَّخَعِيِّ أَنَّهُ يُرْسِلُهُمَا وَلَا يَضَعُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى، وَنَقَلَهُ النَّوَوِيُّ عَنْ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ. وَنَقَلَهُ الْمَهْدِيُّ فِي الْبَحْرِ عَنْ الْقَاسِمِيَّةِ وَالنَّاصِرِيَّةِ وَالْبَاقِرِ وَنَقَلَهُ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ،

ترجمہ ابن منذر نے عبد اللہ بن زبیر؛ حسن بصری اور ابراہیم نخعی کے بارے میں

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 343 باب من کان یرسل یدیہ فی الصلاۃ

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب المصنف في الأحاديث والآثار المؤلف: أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي متوفی 235ھ تقديم وضبط: كمال يوسف الحوت الناشر: (دار التاج - لبنان)، (مكتبة الرشد - الرياض)، (مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة) الطبعة: الأولى، - 1989

نقل کیاہے یہ لوگ ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے اور اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نہ رکھا کرتے اور نووی نے لیث بن سعد اور مھدی نے کتاب بحر میں قاسمیہ ؛ناصریہ اور محمد باقر علیہ السلام سے اور ابن قاسم نے امام مالک سے اسی طرح نقل کیاہے یہ لوگ ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے۔[1]

فقہاء اہل سنت اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا : بعض فقہاء اہل سنّت ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کے قائل ہیں۔

مثلا امام مالک بن انس

امام مالک بن انس ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا قائل تھے جس کا متعدد علماء اہل سنت نے اعتراف کیاہے کہ وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے

روایت ملاحظہ فرمائیں قال: وَقَالَ مَالِكٌ: فِي وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي

---

1 اہلسنت کی معتبر کتاب نیل الاوطارج 2ص217 بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ المؤلف: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (متوفى 1250ھ) تحقيق: عصام الدين الصبابطي الناشر: دار الحديث، مصر الطبعة: الأولى، 1993م

الصَّلَاةِ؟ قَالَ : لَا أَعْرِفُ ذَلِكَ فِي الْفَرِيضَةِ وَكَانَ يَكْرَهُهُ وَلَكِنْ فِي النَّوَافِلِ إِذَا طَالَ الْقِيَامُ فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ يُعِينُ بِهِ نَفْسَهُ۔

ترجمہ: امام مالک کے شاگرد ابن قاسم نے کہا ہے امام مالک نے کہا ہے کہ فریضہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کے متعلق مجھے سنت نبوی میں سے کچھ نہیں ملا یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے لیکن جب مستحبی نمازوں میں قیام طولانی ہو جائے تو اس صورت میں جسم کی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔1

ابن بطال کہتا ہے: ورأت طائفة إرسال اليدين فى الصلاة، روى ذلك عن ابن الزبير، والحسن البصرى، وسعيد بن المسيب، ورأى سعيد بن جبير رجلاً يصلى واضعًا يمينه على شماله، فذهب ففرق بينهما. وروى ابن القاسم عن مالك قال: لا أحبه فى المكتوبة ولا بأس به فى النوافل من طول القيام.

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب المدونۃ الکبری ج1 ص169 الِاعْتِمَادُ فِي الصَّلَاةِ وَالِاتِّكَاءُ وَوَضْعُ الْيَدِ عَلَى الْيَدِ المؤلف: مالک بن أنس بن مالک بن عامر الأصبحي المدني (متوفى 179) الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1994م

ترجمہ۔ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کے متعلق فقہاء کے ایک طائفہ کی رائے یہ ہے کہ ابن زبیر؛ حسن بصری؛ سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے سعید بن جبیر نے ایک آدمی کو دیکھا کہ جو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور وہ اس کے قریب گئے اور اس کے ہاتھ کھلا دیئے ابنِ قاسم امام مالک سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں فریضہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کو پسند نہیں کرتا لیکن جب مستحبی نمازوں میں قیام طولانی ہو جائے تو اس صورت میں جسم کو آرام دینے کے لیے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ 1

ابن رشد کا قول

ابن رشد فرماتے ہیں المسالہ الخامسة: اختلف العلماء في وضع اليدين إحداهما على الأخرى في الصلاة، فكره ذلك مالك في الفرض، وأجازه في النفل ورأي قوم أن هذا الفعل من سنن الصلاة، وهم الجمهور.

---

1. اہل سنت کی معتبر کتاب شرح صحیح البخاری لابن بطال ج 2 ص 358 باب وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِى الصَّلاةِ
المؤلف: ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک (متوفی 449ھ،) تحقیق: ابو تمیم یاسر بن إبراہیم
دار النشر: مكتبة الرشد - السعودية، الرياض الطبعة: الثانية، - 2004م

ترجمہ: نماز میں دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھنے کے سلسلہ میں علماء نے اختلاف کیاہے امام مالک نے فریضہ نماز میں ہاتھ باندھنے کو ناپسند کیاہے اور مستحبی نماز میں اس عمل کو جائز قرار دیاہے ایک گروہ ایسا کرنے کو آداب نماز میں شمار کرتاہے اور اغلبیت نے ایساہی کرنے کو کہاہے۔1

علامہ صدیق حسن خان کا قول

فقیہہ اہل سنت صدیق حسن خان نے بھی ان اعلام اور آئمہ مجتہدین کا ذکر کیاہے جو نماز میں ہاتھ کھلا رکھنے کے قائل تھے ان میں سے اکثر کا تعلق تابعین کی جماعت کے ساتھ ہے

عبارت ملاحظہ فرمائیں وأما ما روي من الإرسال عن بعض التابعين من نحو الحسن، وإبراهيم، وابن المسيب، وابن سيرين، وسعيد بن جبير، كما أخرجه ابن أبي شيبة : فإن بلغ عندهم حديث الوضع؛

1. اہلسنت کی معتبر کتاب شرح بدایہ المجتهد والنهاية المقتصد ج1ص112 المقصد الخامس

فمحمول على أنه لم يحسبوه سنة من سنن الهدى، بل حسبوه عادة من العادات، فمالوا إلى الإرسال؛ لأصالته مع جواز الوضع، فعملوا بالإرسال بناء على الأصل؛ إذ الوضع أمر جديد يحتاج إلى الدليل۔

ترجمہ۔:جو نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کی روایت کی گئی ہے تابعین مثلا حسن بصری؛ ابن مسیب؛ ابن سیرین اور سعید بن جبیر وغیرہ سے جس طرح ابن ابی شیبہ نے نقل کیاہے پس اس روایت کو حمل کیاجائے گا اس امر پر کہ یہ لوگ نماز میں ہاتھ باندھنے کو اچھی سنت نہیں سمجھتے تھے ان کے نزدیک نماز میں ہاتھ باندھنا ایک عادت سمجھ گئی ہے بس یہ لوگ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کی طرف میلان رکھتے تھے کیونکہ حکم یہی ہے کہ ہاتھ کھلے رکھے جائیں اذ الوضع امر جدید یحتاج الی دلیل

نماز میں ہاتھ باندھنا ایک امر جدید ہے جو دلیل کا محتاج ہے۔1

امام نووی نے بھی ان اعلام اہل سنت کا ذکر کیاہے جو کھلے ہاتھ نماز پڑھنے کے قائل تھے

---

1 اہل سنت کی معتبر کتاب الدر البھیہ والروضۃ الندیۃ : ج 1 ص 286 کتاب الصلاۃ تالیف صدیق حسن خان متوفی 1307ھ

عبارت ملاحظہ فرمائیں وَعَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ رِوَايَتَانِ إِحْدَاهُمَا يَضَعُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ وَالثَّانِيَةُ يُرْسِلُهُمَا وَلَا يَضَعُ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى وَهَذِهِ رِوَايَةُ جُمْهُورِ أَصْحَابِهِ وَهِيَ الْأَشْهَرُ عِنْدَهُمْ وَهِيَ مَذْهَبُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَعَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَيْضًا اسْتِحْبَابُ الْوَضْعِ فِي النَّفْلِ وَالْإِرْسَالِ فِي الْفَرْضِ وَهُوَ الَّذِي رَجَّحَهُ الْبَصْرِيُّونَ مِنْ أَصْحَابِهِ.

ترجمہ امام مالک سے دو طرح کی روایتیں نقل ہیں ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ سینے کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں دوسری روایت یہ ہے کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھی جائے اور یعنی ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھا جائے یہ روایت ان کے اصحاب کے نزدیک زیادہ شہرت رکھتی ہے اور یہی مذہب لیث بن سعد کا ہے امام مالک سے یہ قول بھی نقل ہے کہ نافلہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھی جائے اور فرض نماز ہاتھ کھول کر پڑھی جائے اسی قول کو ان کے بصری اصحاب نے ترجیح دی ہے۔ 1

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ج4 ص 115 (باب وضع يده الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ تَحْتَ صدره :المؤلف: أبوزكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي متوفى 676ھ الناشر: دار إحياء التراث العربي–بيروت الطبعة: الثانية، 1392ھ

اختیار کے قائلین

اب میں ان فقھاء اہلسنت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو نماز میں ہاتھ کھلے اور باندھنے کے درمیان اختیار کے قائل ہیں یعنی نمازی کو اختیار ہے چاہئے ہاتھ کھول نماز پڑھے یا ہاتھ باندھ کر پڑھے اس میں کوئی مضائقہ نہیں مثلا امام شعرانی امام شافعی کی کتاب الام کے حوالہ سے نقل کرتا ہے

وبه صرح الشافعی فی الام فقال وان ارسلهما ولم يعبث بهما فلا باس.

ترجمہ. امام شافعی نے کتاب الام میں اس بات کی تصریح کی ہے اگر دونوں ہاتھ نماز میں کھول دیے جائیں یا باندھ دیے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں. 1

اسی طرح امام النووی اپنی کتاب المجموع میں امام اوزاعی کے متعلق لکھتا ہے

وقال الأوزاعي: هو مخيّر بين الوضع والإرسال.

ترجمہ امام اوزاعی نے کہا کہ نمازی کو اختیار ہے کہ چاہے وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھے یا باندھ کر پڑھے. 2

---

1. کتاب میزان الکبری للشعرانی ج 1 ص 150 باب صفۃ الصلاۃ طبع قدیم مطبوعہ مصر۔

2. اہلسنت کی معتبر کتاب المجموع شرح المهذب ج 3 ص 312 كتاب الصلاة المؤلف: أبو زكريا محيي الدين بن شرف النووي متوفی 676ھ باشر تصحيحه: لجنة من العلماء الناشر: (إدارة الطباعة المنيرية، مطبعة التضامن الأخوي) القاهرة عام النشر: 1344ه

اسی مسئلہ کے متعلق علامہ وحید الزمان فرماتے ہیں

فمن جعل الارسال من شعار الروافض فقد اخطاء۔

ترجمہ جس شخص نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا شیعوں کا شعار قرار دیا ہے وہ خطاء پر ہے.1

علامہ وحید وزمان کہنا یہ چاہا رہے ہیں کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا فقط شیعوں کی پہچان ہی نہیں ہے بلکہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا نبی کریم؛ اہلبیت عظام علیہم السلام اور صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے

میرے محترم قارئین کرام جیسا کہ آپ نے ابھی اوپر ملاحظہ فرمالیا ہے کہ فقہائے اہل سنت نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کے متعلق کس قدر بوکھلاہٹ اور اضطراب کا شکار ہو چکے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے ذخیر حدیث میں کوئی ایک ایسی صحیح روایت موجود نہیں ہے جس کے ساتھ استدلال کرتے ہو یہ کسی ایک نقطے پر جمع ہو سکتے کبھی کہتے ہیں کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے وہ ہاتھ کھول کر

---

1. اہل سنت کی معتبر کتاب ھدیۃ المھدی ج3 ص 127 کتاب الصلاۃ تالیف اضعف عباداللہ المنان المدعو وحیدالزمان متوفی 1995م در مطبع فاروقی دھلی

نماز پڑھے یا باندھ کر کبھی کہتے ہیں کہ فریضہ نماز میں ہاتھ کھول لیے جائیں کبھی کہتے ہیں کہ نافلہ نماز میں قیام طویل ہونے کی صورت میں جسم کو راحت اور سکون پہنچانے کی خاطر ہاتھ باندھ لیے جائیں

اس اضطراب اور بوکھلاہٹ کا سبب تعلیمات محمد وال محمد علیہم السلام سے دوری کا نتیجہ ہے۔

تعارف

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے ان اعلام اور فقہائے اہل سنّت کا مختصر سا تعارفِ پیش کرتا ہوں جو کھلے ہاتھ نماز پڑھنے کے قائل ہیں مثلا

امام مالک بن انس

یہ شخص فقہ مالکیہ کے رئیس اور بانی ہیں اور یہ امام مدینہ اور امام حجاز کے نام سے بھی مشہور ہیں امام نسائی ان کے مقام و مرتبہ کے متعلق کہتا ہے کہ میرے نزدیک تبع تابعین کی جماعت میں سے امام مالک سے زیادہ عظیم اور کوئی شخص نہیں ہے

بحوالہ تہذیب و تہذیب ج 15 ص 9 (مصنف ابن حجر عسقلانی) ان کی ولادت 93 ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی ہے ان کا شمار آئمہ مجتدین اور فقہاء اہل سنت میں ہوتا ہے اور ان کے اساتذہ میں سے امام زہری کا نام سر فہرست ہے ان کی مشہور و معروف کتاب الموطا امام مالک کے نام سے مشہور ہے ان کی وفات 179 ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی.

ابراہیم بن یزید نخعی

ابراہیم بن یزید نخعی امام حافظ اور اپنے زمانے میں کوفہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے اس وجہ سے انہیں فقیہ العراق کا لقب دیا گیا ہے ان کی روایات صحاح ستہ اور باقی تمام بنیادی احادیث کی کتب میں موجود ہیں ان کی والدہ کا نام ملیکہ بنت یزید تھا جو امام اسود بن یزید اور عبد الرحمن بن یزید کی بہن تھیں جو عبد اللہ بن مسعود رض کے کبار اصحاب میں شامل ہیں۔ نخعی کا شمار صغار تابعین میں ہوتا ہے۔ ان کی پیدائش تقریباً 47ھ میں ہوئی 96ھ میں وفات ہوئی.

یہ شخص امام ابو حنیفہ کے دادا استاد تھے ان کا جائے مدفن کوفہ ہے۔

ابن سیرین

ان کا نام محمد بن عبد اللہ ہے ان کی کنیت ابو بکر ہے آپ انس بن مالک کے آزاد کردہ غلام ہیں یہ جلیل القدر تابعی ہیں اور ساتھ ساتھ، بہت بڑے عالم، فقیہ، محدث، ہیں اہل سنت کے ہاں بہت بڑی مقام ومنزلت کے مالک ہیں کتب رجالیہ میں انہیں قابل اعتماد اور ثقہ کہا گیاہے اور ان کی پیدائش 33ھ بصرہ میں ہوئی اور وفات 10 شوال 110ھ میں بصرہ میں ہوئی

اوزاعی

یہ عبد الرحمن اوزاعی کے نام سے مشہور ہے اور شام کے فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے یہ تبع تابعین میں سے ہے ان کی پیدائش 707 ہجری دمشق میں ہوئی اور اور وفات 774 ہجری لبنان میں ہوئی اور محلہ اوزاعی میں ان کو دفن کیا گیا

لیث بن سعد

یہ ابو الحارث لیث بن سعد بن عبد الرحمن کے نام سے مشہور ہے ان کی تاریخ پیدائش 713 ہجری اور تاریخ وفات 791 ہجری میں ہوئی ان کا شمار اہل سنت کے ہاں محدثین فقہاء اور مفسرین میں ہوتا ہے اور یہ مصر کے رہنے والے تھے اور انہیں تبع تابعین میں نمایاں اہمیت اور حیثیت حاصل ہے اور جلیل قدر محدثین نے بھی ان سے استفادہ کیا ہے. اور ان کا جائے مدفن قاھرہ ہے

سعید بن جبیر

سعید بن جبیر اسدی تابعی ہیں اصل میں یہ کوفہ کے رہنے والے تھے اور اہل سنت کے ہاں عظیم مقام ومنزلت پر۔ فائز ہے ان کی پیدائش 665 ہجری کوفہ میں ہوئی اور انہیں 714 ہجری حجاج بن یوسف کے زمانے میں شہید کیا گیا اور ان کا جائے مدفن عراق کا شہر کوت ہے

ہاتھ کھولنے اور باندھنے کے فلسفہ کا بیان

بعض اعلام اہل سنت نے نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا فلسفہ اپنے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے جو میں قارئین کی پیش نظر کرنا چاہتا ہوں مثلاً

امام شعرانی کا قول

امام شعرانی ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا فلسفہ ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے عالم فاضل عارف لوگ ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کریں کیونکہ انہیں حضور قلب میں تمکن حاصل ہوتا ہے، اور اس کے بر عکس عوام الناس ہاتھ باندھ کر نماز پڑھیں کیونکہ وہ حضور قلب رکھنے پر قادر نہیں ہوتی

عبارت ملاحظہ فرمائیں فالتحقیق أن جعل الیدین علی الصدر للکمل الذین لا یشغلھم ذلك عن الله وأن إرسالھما أولی لغیر الکمل إذ مراعاۃ وضعھما علی الصدر یشغل عن کمال التوجیه فلیتأمل۔

ترجمہ. تحقیق یہ ہے کہ ہاتھوں کو سینے پر حالت نماز میں رکھنا عارف کامل لوگوں کے لیے ہے کیونکہ انہیں ایسا کرنے سے مناجات خداوندی میں فرق نہیں پڑتا اور عام لوگوں کے لیے اولیٰ یہی ہے کہ وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھیں کیونکہ ہاتھ باندھنے سے مناجات خداوندی میں کمی واقع ہو جاتی ہے.1

ابولیث ثمرقندی کا قول

ابولیث ثمرقندی نے نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی نماز کا نقشہ پیش کرتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے۔

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب کبیرت احمر ج 1 ص 57 الباب التاسع والستون في معرفة أسرار الصلاة وعمومها

عبدالوہاب بن احمد بن علی انصاری المعروف شعرانی متوفی 973ھ

عبارت ملاحظہ فرمائیں

حضرت ابوبکر دست بر سینه نهادی وبدل مناجات کردی که خداوندا سینه مرا از کینه پاك کردان هر یکی را از ایشان بنتی ومقصودی بود نیت امیر المومنین ابوبکر صدیق آن بودیکه ائ پروردگار آنچه در سینه من هست وآں ایمان ومعرفت هست بر من نگهدار.

ترجمہ ابتدائے اسلام میں حضرت ابو بکر سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھتے اور دل میں یہ مناجات کرتے اے خداوندا میرے سینے کو بغض وعناد سے پاک کردے اس عمل سے ان کی نیت اور مقصد یہ ہوا کرتا کہ اے بار الہا میرے سینے میں ایمان اور معرفت ہے لہذا میرے ایمان اور معرفت کی حفاظت فرما

وامیر المؤمنین عمر دست بر شکم نهادی وبدل مناجات کردی که خداوندا باطن مرا از حرام نگاه دار.

ترجمہ !حضرت عمر بن خطاب اپنے ہاتھوں کو شکم پر رکھ کر نماز پڑھتے اور دل میں یہ مناجات کرتے اے خداوندا میرے شکم کو حرام خوری سے محفوظ رکھ

وامیر المؤمنین عثمان دست بر فرج نهادی ونیت آں بودیکه ای با خدایا
فرج مرا از حرام نگاه دارد

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن عفان زیر ناف ہاتھ رکھ کر نماز پڑھتے اور اس سے ان کا قصد اور نیت یہ ہوتی ہے اے خداوند میری شرم گاہ کی حفاظت فرما اور اسے حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھ

وامیر المؤمنین علی رض دستها ازاد دشتی ونیت وی آں بودیکه خداوندا علی ہیچ ندارد وامید بفضل تو دارد وبدل مناجات کردی که خداوندا دست ودل مرا از دنیا آزاد کردان۔

ترجمہ۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے اس سے ان کی نیت یہ ہوتی تھی علی کو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے

(نہ ہی علی کے سینے میں کینہ ہے نہ ہی علی کو حرام لقمہ کھانے کا خوف ہے اور نہ ہی علی کو حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے اور نہ ہی علی کی معرفت اور ایمان میں کسی قسم کی کمی ہے) پس علی کو تیرے فضل وکرم کی ضرورت ہے اور دل میں یہ

مناجات کرتے اے خداوندا میرے دل اور ہاتھوں کو دنیا کی رغبتوں اور زنجیروں سے آزاد رکھ۔ 1

ہم مولا علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں اور شیعہ اسے کہتے ہیں کہ جو جناب حیدر کرار غیر فرار کے نقش قدم پر چلے اور ان کی سیرت طیبہ پر عمل اپنے لیے افتخار اور ذریعہ نجات سمجھے اس لیے ہم ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں

ا۔ اہلسنت کی معتبر کتاب محشی صلوۃ المسعودی ج1 ص67 باب ششم دربیان سنتھائے نماز تالیف ابولیث نصر بن محمد بن ابراھیم الفقیہ الحنفی ثمرقندی متوفی 393ھ ناشر! تاجرانِ کتب بازار کشمیری شہر لاہور مطبع نامی گرامی اسلامی۔بفرمائش صاحب صدق والیقیں شیخ الھی بخش محمد جمال الدین طبع قدیم 1253 ھجری

خلاصہ الکلام

گویا اہلسنت منابع سے بھی جناب مولا متقیان علی ابن ابی طالب علیہما السلام کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا ثابت ہے تو ہمیں بھی ان کے طریقہ کے مطابق ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا چاہیے۔ یہ بات ذہین نشین ہونی چاہیے کہ ہمارے مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے مطابق ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا واجب ہے اور اس بات پر علماء کا اجماع ہے جو شخص بغیر تقیہ کے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز باطل ہے اور اسے اس نماز کا اعادہ کرنا پڑتا ہے

اہلسنت کے ہاں ہاتھ باندھنے کے درمیان اختلاف

اہل سنت کے ہاں ہاتھ باندھنے کے متعلق تین اقوال پائے جاتے ہیں جن کو ابن رشد نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے فيتحصل في المسألة ثلاثة أقوال:

أحدها: أن ذلك جائز في المكتوبة والنافلة لا يكره فعله ولا يستحب تركه،. والثاني: أن ذلك مكروه يستحب تركه في الفريضة والنافلة إلا إذا طال القيام في النافلة فيكون فعل ذلك

فيها جائزا غير مكروه ولا مستحب، والثالث: أن ذلك مستحب فعله في الفريضة والنافلة مكروه تركه فيها

ترجمہ۔ خلاصۃ الکلام ہاتھ باندھنے کے متعلق ہمارے فقہاء کے مابین تین اقوال پائے جاتے ہیں

پہلا قول۔ فریضہ اور نافلہ نماز میں ہاتھ باندھنا جائز عمل ہے اور اس کا بجالانا مکروہ نہیں اور اس کا ترک کرنا مستحب نہیں

دوسرا قول۔ہاتھ باندھنا مکروہ ہے فریضہ اور نافلہ نماز میں اور اس کا ترک کرنا مستحب ہے جب نافلہ نماز میں قیام طول پکڑ جائے تو اس صورت میں ہاتھ کھولنا جائز ہے مکروہ نہیں اور مستحب نہیں

تیسرا قول: فریضہ اور نافلہ نماز میں ہاتھ باندھنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے. 1

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب البیان والتحصل والشرح والتوجیہ والتعلیل ج 1ص395 کتاب الصلاۃ الثانی باب وضع الیمنی علی الیسری المؤلف ابوالولید محمد بن احمد بن رشد القرطبي متوفی 530 الطبعہ الثانیہ 1988

اہلسنت فقہا میں سے کسی نے بھی نماز میں ہاتھ باندھنے کو واجب قرار نہیں دیا اور اس وجوب کی نسبت عوام الناس کی طرف دی جاتی ہے۔

اہل سنت کے ذخیرہ حدیث میں تقریبا بیس روایات ہاتھ باندھنے کے متعلق پائی جاتی ہیں مگر مع الاسف ان میں سے کوئی ایک ایسی روایت نہیں ہے کہ جس کے ساتھ استدلال کرتے ہوئے کوئی فقیہ یہ فتویٰ دے سکے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا واجب ہے مثلاً ان میں سے بعض روایات ابہام کی آفت میں مبتلا ہیں بعض روایات مرسلہ ہیں اور بعض کا سلسلہ منقطع ہے اور بعض کے راوی مطعون ہیں

اہل سنت بھائیوں سے سوال

میرا اہل سنت بھائیوں سے سوال ہے کہ نماز کس چیز کا نام ہے؟ کیا نماز صرف قیام میں ہی منحصر ہے؟ کیا رکوع سجود قعود وغیرہ نماز میں شامل نہیں ہیں؟ اور ان کی طرف سے یقینا یہی جواب ملے گا کہ یہ سب امور حقیقت نماز میں داخل ہیں۔

پھر ان حضرات کو چاہیے تھا کہ وہ بھی شعیان حیدر کرار کی طرح ان تمام حالتوں میں ہاتھ کھلے چھوڑ کر نماز پڑھا کریں

کیاان کے ہاں فقط قیام ہی نماز میں شامل ہے جسے وہ ہاتھ باندھ کر بجالاتے ہیں اور باقی حالتوں میں ہاتھ کھلار کھا کرتے ہیں ہماری ان سے مودبانہ گزارش ہے صرف دو رکعت نماز ہی ان تمام حالتوں میں ہاتھ باندھے پڑھ کر دکھائیں بھلا کیا حالت ہو گی

مقام افسوس

وہ نماز جسے مسلمان ہر روز پانچ مرتبہ رسول خدا ﷺ کی اقتدا میں پڑھا کرتے تھے اس نماز کے بارے میں آج تک مسلمان یہ فیصلہ نہیں کر سکے کیا رسول خدا ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے یا ہاتھ باندھ کر غیر مسلم اس اختلاف سے کیا سمجھے گا وہ مسلمانوں کو کہے گا تم مجھے کون سا دین قبول کرنے کی دعوت دے رہے ہو سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود بھی تم آج تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ تمہارے نبی ہاتھ کھول کر نماز پڑھا کرتے تھے یا باندھ کر اگر باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے تو ہاتھوں کو کہاں رکھا کرتے تھے کیا سینے پر باندھتے تھے یا ناف کے اوپر باندھتے تھے یا زیر ناف باندھا کرتے تھے

جب کہ ہم شیعان حیدر کرار روز اول سے یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل بیت اطہار علیہم السلام ہاتھ کھلے رکھ کر نماز پڑھا کرتے اس دعوے پر ہمارے پاس برہان قاطع اور ادلہ ساطع وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں

سنی معاصر مذہبی سکالرز کے بیانات

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے اس دور کے چند مذہبی مذہبی سکالرز کے ویڈیوز بیانات پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں انھوں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مثلاً

مذہبی سکالر محمد اسحاق مدنی کا بیان

مذہبی سکالر اسحاق مدنی صاحب کسی سائل کے جواب میں فرماتے ہیں ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں امام مالک تو کھلم کھلا کہتے تھے کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھی جائے اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کے قائل ہمارے بڑے بڑے امام ہیں مثلا امام اوزاعی جو شام میں رہتے تھے اور لیث بن سعد جو مصر میں تھے محمد بن

سیرین اور بڑے بڑے تابعی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کے قائل ہیں مثلاً حسن بصری سعید بن مسیب ابراہیم نخعی جو ابو حنیفہ کے دادا استاد ہیں

https://youtu.be/ecnWvG3wzhg?si=c3fnv97V9CNJH0iKFfff

مذہبی سکالر طارق مسعود کا بیان

مفتی طارق مسعود صاحب کسی سائل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یقیناہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی ہے اور اس کی مضبوط دلیل ہمارے پاس اہل مدینہ کا عمل ہے یعنی اہل مدینہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور امام مالک کے نزدیک اہل مدینہ کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا ثابت ہے یہ بات ان کے مشہور شاگرد ابن قاسم نے کتاب المدونۃ الکبری میں بیان کی ہے

https://youtu.be/zUsjfOVlLFw?si=aOoQ7B-OsvF7mAK7

مذہبی سکالر انجینئر مرزا محمد علی کا بیان

انجینئر مرزا محمد علی صاحب کسی سائل کے جواب میں فرماتے ہیں نمازی کو اختیار ہے چاہے وہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھے یا ہاتھ باندھ کر پڑھے امام مالک کے نزدیک ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا اہل مدینہ سے ثابت ہے

https://youtu.be/P4jqbL-DYVw?si=Cy2ZMK-HcdI-_1LF

مذہبی سکالر طاہر القادری کا بیان

پروفیسر طاہر القادری صاحب فرماتے ہیں چاہے آدمی ہاتھ کھول کر نماز پڑھے یا ہاتھ باندھ کر پڑھے دونوں طریقے صحیح ہیں کیونکہ اصلا ہاتھ کھولنا یا باندھنا ارکان نماز میں سے ہی نہیں ہے

https://youtu.be/mRI3mF2o-D8?si=_9vw1LOetZewtn3w

مذہبی سکالر فضل ہمدرد کا بیان

مفتی فضل ہمدرد صاحب بیان کرتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ باندھنے کی کوئی روایت نہیں ہے اس کے برعکس نماز کو ہاتھ کھول کر پڑھنے کی روایات ہماری کتب اہل سنت میں موجود ہیں

https://youtu.be/fPicpKaX_Bg?si=RjGYh4I_aMOg
BWhg

مذہبی سکالر جاوید غامدی کا بیان

کسی سائل کے جواب میں فرماتے ہیں چاہے آدمی ہاتھ کھول کر نماز پڑھے یا باندھ کر اس میں کوئی حرج نہیں

https://youtu.be/YjvlwsqacBM?si=gPfTc8FdVY7G
a5OH

نوٹ۔اس نیچے دیے you tube کے لنکز (links)ذریعے ان سکالرز صاحبان کی گفتگو کو سنا جا سکتا ہے اور ان سے اس موضوع پر استفادہ کیا جا سکتا ہے

آئمہ اربعہ کی نماز کا نقشہ

اب میں اپنے محترم قارئن کرام کے سامنے آئمہ اربعہ کی نماز کا اجمالی نقش پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں کہاں پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے

1 حنفیہ کہتے ہیں کہ مرد تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھیں اور عورتیں دونوں ہاتھ سینہ پر رکھیں

2 حنابلہ کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر ناف کے نیچے رکھیں

3 شافعی کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں کیلئے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر (پیٹ پر) رکھنا سنت ہے 1.

---

1 اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج 1 ص 393 تالیف عبد الرحمن بن محمد عوض جزیری متوفی 1360ھ

4 امام مالک کہتے ہیں فریضہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھے جائیں اور نافلہ نماز میں قیام طولانی ہونے کی صورت میں جسم کو راحت اور آرام پہنچانے کے لیے ہاتھ باندھنے میں کوئی حرج نہیں۔1

منشا اختلاف

اس اختلاف سے یہی کشف ہوتا ہے کہ آئمہ اربعہ میں سے ہر ایک کا مذہب دوسرے سے مختلف اور جدا ہے مثلاً ایک ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے اور دوسرا سینے پر اور تیسرا ناف کے اوپر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کے لیے کہتا ہے اور چوتھا زیر ناف ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کے لیے کہتا ہے اس اختلاف کو دیکھ کر ایک عام آدمی اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ نماز کا یہ طریقہ محمد رسول اللہ ﷺ سے نہیں لیا گیا اور نیز اس اختلاف سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم کا کوئی خاص معمول نہ

---

1. اہلسنت کی معتبر کتاب المدونہ الکبری ج1 ص169

تھا جس کے مطابق وہ نماز پڑھا کرتے اگر کوئی یہ کہہ کہ وہ ان تمام طریقوں کے مطابق نماز پڑھا کرتے تھے مثلا ایک نماز ایک طریقے کے مطابق اور دوسری نماز دوسرے طریقے کے مطابق وغیرہ وغیرہ تو اس بات کو عقل سلیم تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک خاص طریقے کے مطابق نماز جیسی عظیم عبادت کیوں انجام نہیں دیتے تاکہ تمام امت اسی طریقے پر عمل کرتے ہوئے فرقوں کی تقسیم بندی سے بچ سکتی اور مختلف جماعتوں کی تقسیم بندی نہ ہوتی جبکہ اللہ تعالی نے فرقہ بندی سے یہ کہہ کر منع فرمایا ہے۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

شاید اس اختلاف کو دیکھ کر یہی معلوم ہوتا ہے آئمہ اربعہ کے پاس ہاتھ باندھنے پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے جس پر عمل کرکے اپنے باہمی اختلاف کو ختم کرسکتے اور چاروں مصلوں کی بجائے مسلمانوں کو ایک مصلی پر جمع کرسکتے چونکہ اہل سنت نے اصحاب رسول کو ماخذ شریعت قرار دے رکھا اگر وہ اتباع قران و اہل بیت

کرتے تو یوں اس اختلاف کا شکار نہ ہوتے نہ ہی آپس میں ایک دوسرے پر بدعتی ہونے کا فتویٰ داغتے

خلاصۃ التحقیق

اس اختلاف کا سبب دامن اہل بیت علیہم السلام کو چھوڑنے کا نتیجہ ہے اگر مسلمان ان ذوات قدسیہ سے اسلام اور احکام اسلام لیتے جو سفر و حضر جلوت و خلوت میں نبی کریم کے ہمراز تھے تو ایک ہی نماز کو چار طریقوں سے بجانہ لاتے اور اس کے برعکس مسلمانوں نے ان لوگوں سے اسلام اور احکام اسلام لینا شروع کر دیے جن کی پیدائشیں ہی رحلت رسول اعظم ﷺ کے ایک صدی یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ بعد میں ہوئیں۔

مثلاً امام ابو حنیفہ کی پیدائش 80 ہجری میں ہوئی امام مالک کی پیدائش 93 ہجری میں ہوئی

امام شافعی کی پیدائش 150 ہجری میں ہوئی اور امام احمد بن حنبل کی پیدائش 164 ہجری میں ہوئی   فتدبر ایھا القاری

اعتراض: شیعہ مسلک کی معتبر کتاب بحار الانوار میں ملاں باقر مجلسی نے لکھا ہے

مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے خلفیہ اول کی اقتداء میں نماز پڑھی

جواب: یہ ایسا اختراع ہے جس کا کوئی سر اور پاؤں نہیں جھوٹ کے سائبان کے سایہ میں دن رات گزارنے والے خائن ملاں روایت کو کانٹ چھانٹ کر اپنا مدعاء ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے بحار الانوار کی پیش کردہ روایت کا خلاصہ پیش کرتا ہوں کیونکہ روایت طویل ہے اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اس روایت کا خلاصہ یہ ہے (شیخین) نے مولا علی علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا اور خالد بن ولید کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ علی کو نماز کی حالتِ میں قتل کر دینا جناب اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنھا نے اپنی خادمہ کے ذریعے سے مولی علی علیہ السلام کو اس منصوبہ سے آگاہ کر دیا ہے مولا علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ مجھے اس فتنہ سے امان دے گا خالد بن ولید تلوار لے کر مولا علی علیہ السلام کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تاکہ جیسے ہی نماز مکمل ہو میں وہ کام کر گزروں جس پر مجھے مامور کیا گیا ہے لیکن مولا علی علیہ السلام کی جرات اور طاقت سے مرعوب ہو کر نماز کے

تشھد میں ہی اسے یہ کہ کر روک دیا گیا یا خالد! لا تفعلن ما أمر تک ترجمہ اے خالد وہ کام نہ کرنا جس پر تجھے مامور کیا گیا ہے مولا علی علیہ السلام نے خالد کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اس سے پوچھا اے خالد تجھے کس کام پر مامور کیا گیا تھا جس سے سلام پھیرنے سے پہلے ہی تجھے روک دیا گیا اس نے کہا مجھ کو تیرے قتل پر مامور کیا گیا تھا اگر مجھے روک نہ دیا تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا یہ سن کر فأخذه علي فجلد به الأرض ترجمہ مولا علی علیہ السلام نے اسے پکڑا اور زمین پر پھٹکا مارا

ثانیاً۔اس روایت میں بالصراحت مذکور ہے کہ مولا علی علیہ السلام نے خلیفہ اول کی اقتداء کیے بغیر اپنی فرادیٰ نماز پڑھی

روایت کے الفاظ یہ ہیں

قام وتهيأ للصلاة، وحضر المسجد، وصلى لنفسه خلف أبي بكر
ترجمہ: مولا علی علیہ السلام نماز کے قصد سے گھر سے نکلے اور مسجد میں تشریف لائے ابو بکر کے پیچھے صف میں کھڑے ہو گئے اور اپنی فرادی نماز پڑھی۔1

---

1. بحار الانوار ج29 ص133

دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا بیان

شیعہ سنی کے مابین نماز کے اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے متعلق ہے

مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے پیروکار اکثر اوقات ظہر؛ عصر اور مغرب وعشاء کو بغیر کسی خوف بارش اور سفر کے ملا کر پڑھتے ہیں اور یہ چیز ہمارا اشعار اور پہچان بھی بن چکی ہے ہمارا ایسا کرنا ماخوذ ہے نبی کریم ﷺ اور آئمہ معصومین علیہم السلام سے کیونکہ ان ذوات قدسیہ نے ایسا کیا ہے شیعہ سنی منابع حدیث کے اندر ایسی صحیح السند روایات کافی پائی جاتی ہیں جن میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ اور ان کی عترت اطہار علیہم السلام نے بغیر کسی خوف خطر؛ سفر اور بارش کے ظہر وعصر مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا تاکہ امت کیلئے آسانی پیدا ہو جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری ایرانی نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں الجمع بین الصلاتین کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس میں چند ایسی روایات درج کی ہیں کہ جن میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو مشقت سے نکالنے اور اسے آسانی اور

سہولت فراہم کرنے کے لیے ظہر وعصر؛ مغرب وعشاء کی نمازوں کو بغیر کسی عذر و سبب کے ملا کر پڑھا

روایت ملاحظہ فرمائیں

حَدَّثَنَا يحيى بن يحيى قال: قرأت على مالك عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عن ابن عباس؛ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا. وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا. فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سفر.

ترجمہ: جناب ابن رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر؛
عصر اور مغرب؛ عشاء کو بغیر کسی خوف اور سفر کے ملا کر پڑھا جب ابن عباس سے ایسا
کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو انھوں نے بتایا اردا ان لا یحرج
امتہ آنحضرت ﷺ چاہتے تھے کہ میری اُمت کے لیے آسانی پیدا ہو. 1
اور اسی طرح کتاب فروع کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے

ا۔ اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح مسلم ج 1 ص 489 بَاب الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ المؤلف: أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (متوفی 261ھ) المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي

کہ نبی کریم ﷺ نے بغیر کسی عذر اور سبب کے ظہر؛ عصر اور مغرب؛ عشاء کو جماعت کے ساتھ اکٹھا کر کے پڑھایا تا کہ امت کے لیے آسانی اور وسعت پیدا ہو ا.

بندہ ناچیز اس موضوع کے تمام پہلوں کے متعلق تفصیلی گفتگو اپنی تالیف منیف (الجمع بین الصلاتین) میں کر چکا ہے جو صاحبان اس موضوع پر سیر حاصل معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اس کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں انشاء اللہ وہ بحث کافی بھی

ہو گی وافی بھی ہو گی اور شافی بھی ہو گی

كذلك نفصل الايات لقوم يعقلون

نوٹ ہمارے نزدیک جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں جائز ہیں

ا۔ کتاب فروح الکافی جلد 3 ص286 باب الجمع بین الصلاتین

سجدہ گاہ کا بیان

سجدہ گاہ پتھر یا مٹی کے اس سخت ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جس پر ہم شیعہ حضرات نماز کے دوران سجدہ میں اپنی پیشانی رکھتے ہیں۔ شیعوں کے مطابق سجدہ گاہ پر سجدہ کرنا ضروری نہیں بلکہ مٹی، پتھر یا ہر اس چیز پر سجدہ کرنا صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہو اور کھانے پینے یا پہننے میں استعمال نہ کی جاتی ہو۔

ہم شیعہ حضرات اپنے اس دعوی کو ثابت کرنے کیلئے رسول خدا ﷺ اور اہل بیت علیہم السلام۔ کی سیرت کو پیش کرتے ہیں کہ ان ذوات قدسیہ کی یہ سیرت رہی کہ وہ سجدے کیلئے ان چیزوں کو استعمال کرتے تھے۔

شیعہ فقہا کے نزدیک کربلا کی خاک پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ لہذا ہم کربلا کی پاک مٹی سے سجدہ گاہ بنا کر اس پر سجدہ کرتے ہیں

بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ خلش پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے کہ شیعہ حضرات کا شہدائے کربلا کی تربت پر سجدہ کرنا ان کی عبادت کے مترادف ہے جو شرک صریح ہے اس اعتراض کا جواب دیتے وقت میں اپنے قارئین کی

توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں کہ ان دو جملوں میں یعنی السجود لله والسجود علی الارض کے درمیان نمایاں فرق ہے السجود للہ کا معنی ہے

سجدہ اللہ کے لیے ہوتا ہے اور سجود علی الارض کا معنی ہے سجدہ زمین پر ہوتا ہے بالفاظ دیگر ہم زمین پر خدائے بزرگ کا سجدہ بجالاتے ہیں جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے۔

لله یسجد من فی السماوات والارض

ترجمہ۔ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے وہ اللہ تعالی کو سجدہ کرتا ہے اور حدیث نبوی میں آیا ہے جس کو شیعہ سنی دونوں مکاتبِ فکر نے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے

جعلت لی الارض مسجدا وطهور

ترجمہ زمین میرے لیے جائے سجدہ اور پاک کرنے والی قرار دی گئی ہے

(بخاری شریف)

لہذا اللہ تعالی کے لیے سجدہ اور تربت کربلا پر سجدہ کے درمیان آپس میں مکمل طور پر سازگاری اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے لہذا خاک پر سجدہ کرنا خدائے بزرگ کے حضور اعلی درجے کے خضوع کی علامت ہے

سعودی عرب کے نامور مذہبی سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد رواس قلعجی۔ زمین پر سجدہ کے متعلق بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حضرت ابو بکر کی رائے یہ تھی کہ سجدہ رب کے سامنے بندے کے تذلل کی صحیح عکاسی ہے اور تذلل کا یہ اظہار اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک بندہ مومن اپنی پیشانی کو زمین پر سجدہ میں رکھ کر خاک آلودہ نہ کر دے 1

---

1. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب موسوعہ فقہ حضرت ابو بکر ص:191 :ذکر زمین پر نماز کی ادائیگی

مترجم مولانا عبد القیوم مطبوعہ لاہور دارہ معارف اسلامی منصورہ-لاہور

کتب فریقین میں کثیر تعداد میں ایسی روایات پائی جاتی ہیں جن میں زمین پر سجدہ کرنے کا حکم وارد ہوا ہے کیونکہ اس سے عجز وانکساری اور خشوع قلبی پیدا ہوتا ہے ان میں سے چند روایات کو یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کو اطمینان قلبی حاصل ہو سکے مثلا حدیث رباح میں آیا ہے

روایت 1 منه الْحَدِيثُ إِذَا صَلَّى أَحدُكم فليُلزِم جَبْهته وأنفَه الْأَرْضَ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ الرَّغْمُ» أَيْ يَظهر ذُله وخُضوعه

ترجمہ۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابی رباح سے فرماتے ہیں اے رباح جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھے یہاں تک کہ عجز وانکساری اور خشوع وخضوع محسوس ہونے لگے. 1

ا۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب النهاية في غريب الحديث والاثر ج 2 ص 239 ذکر رغم مولف مجد الدين ابو السعادات المبارک بن م محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزری المعروف ابن الاثیر متوفی 606ھ الناشر المكتبة. العلمية بيروت سنه طباعت 1979 عیسوی تحقیق طاہر احمد الزاوی

روایت 2 : قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا يَسْجُدُ كَأَنَّهُ يَتَّقِي التُّرَابَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَرِّبْ وَجْهَكَ يَا صُهَيْبُ

ترجمہ : مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے صہیب کو دیکھا کہ وہ خاک پر سجدہ کرنے سے کترا رہا تھا تو آپؐ نے اس سے فرمایا اے صہیب اپنے چہرے کو خاک پر رکھ۔1

روایت 3 : قال لمعاذ: عفّر وجهك في التراب

ترجمہ۔ نبی کریم ﷺ نے جناب معاذ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اے معاذ اپنے چہرے کو خاک پر رکھا کرو.2

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب المصنف عبد الرزاق ج1 ص392 کتاب الصلاة باب الصلاة على الصفا والتراب
ويليه: كتاب الجامع للإمام معمر بن راشد الأزدي، رواية عبد الرزاق الصنعاني منشور بالشاملة مستقلا
المؤلف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني متوفی 211ھ المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي
الناشر: المجلس العلمي- الهند، توزيع المكتب الإسلامي- بيروت الطبعة: الثانيه 1403ھ

2. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ج1 ص405 کتاب الصلاة: باب الصلاة على الحصير تاليف: أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (متوفی 923ھ) الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر الطبعة: السابعة، 1323ھ

سنگریزوں پر سجدہ کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے کتب اہل سنت میں سے ایک ایسی روایت پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہوا ہے کہ صحابہ کرام نے سنگریزوں پر سجدہ کیا کیونکہ سنگریزہ زمین کی اقسام میں سے ہے اور اس کے برعکس کپڑے پر سجدہ کرنا گوارا نہ کیا کیونکہ کپڑے پر سجدہ کرنا جائز نہ سمجھتے تھے۔

روایت ملاحظہ فرمائیں وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُقْرِئُ، أنبأ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ الْإِسْفِرَايِينِيُّ ، ثنا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الْقَاضِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، ثنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَآخُذُ قَبْضَةً مِنَ الْحَصَى فِي كَفِّي حَتَّى تَبْرُدَ وَأَضَعُهَا بِجَبْهَتِي إِذَا سَجَدْتُ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ" قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ: وَلَوْ جَازَ السُّجُودُ عَلَى ثَوْبٍ مُتَّصِلٍ بِهِ لَكَانَ ذَلِكَ أَسْهَلَ مِنْ تَبْرِيدِ الْحَصَا فِي الْكَفِّ وَ

وَضْعِهَا لِلسُّجُودِ عَلَيْهَا وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ۔

ترجمہ جناب جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز ظہر پڑھتا تھا، اور گرمی کی شدت کی وجہ سے سنگریزوں کو ہاتھ میں اٹھالیتا تھا پھر انہیں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں ٹھنڈا کرنے کیلیے منتقل کرتا رہتا پھر سجدہ کرنے کے لئے انہیں زمین پر رکھ دیتا اور ان پر سجدہ کرتا تھا۔

علامہ بیہقی اِس روایت پر تعلیقہ لگاتے ہوئے کہتا ہے: اگر نمازی کا کپڑوں پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا تو یہ سنگریزوں کو ایک ہاتھ سے لیکر دوسرے ہاتھ میں لیکر ٹھنڈا کرنے سے کہیں زیادہ آسان تھا کہ نمازی اپنے کپڑوں پر سجدہ کرلیتا.1

قول فیصل۔ ابن تیمیہ نے ان روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہاہے نبی کریم نے خاک اور سنگریزوں پر سجدہ کیاہے یعنی سنگریزہ بھی زمین کی قسم ہے

1. اہل سنت حضرست کی معتبر کتاب سنن الکبری ج2ص151

فَهَذَا بَيِّنٌ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسْجُدُونَ عَلَى التُّرَابِ وَالْحَصَى۔

ترجمہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اور ان کے اصحاب خاک اور سنگریزوں پر سجدہ کیا کرتے تھے.1

عمامہ پر سجدہ کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے کتب فریقین سے کچھ ایسی روایات پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں عمامہ اور عمامہ کے کنارے پر سجدہ کرنے سے منع وارد ہے

روایات ملاحظہ فرمائیں

روایت 1 أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: قُرِئَ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَكَ ابْنُ لَهِيعَةَ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ الْجُذَامِيِّ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَيَوَانَ السَّبَائِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الفتاوى الكبرى لابن تيمية. ج2 ص61 كتاب الصلاة–مسئله فيمن يبد سجادة في الجامع ويصلي عليها تاليف۔ تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (ـ727ھ) الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1887م

وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسْجُدُ بِجَنْبِهِ وَقَدِ اعْتَمَّ عَلَى جَبْهَتِهِ فَحَسَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَبْهَتِهِ ـ

ترجمہ صالح بن حیوان سبائی کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو آنحضرت ص ﷺ کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا اس کا عمامہ اس کی پیشانی پر آچکا تھا پس آپ ص نے اس کی پیشانی سے عمامہ کو ہٹا دیا.1

بَابُ الْكَشْفِ عَنِ الْجَبْهَةِ فِي السُّجُودِ

روایت 2 أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أنبأ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أنبأ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا هَنَّادٌ، ثنا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلْيَحْسِرِ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهِ

---

1. سنن الکبری ج2 ص151

ترجمہ مولا علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ عمامہ اپنی پیشانی سے ہٹا کر رکھے 1

روایت 3 : روی عن أبيه ، عن آبائه ، عن رسول الله أنه نهى أن يسجد المصلي على ثوبه أو على كمه أو على كور عمامته۔

ترجمہ۔ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے کپڑے اور عمامہ کے کنارے پر سجدہ کرنے سے منع فرمایا.2

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب سنن الکبری ج1 ص 151-152 بَابُ مَنْ بَسَطَ ثَوْبًا فَسَجَدَ عَلَيْهِ تالیف۔ أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458ھ- المحقق: محمد عبد القادر عطا الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنات الطبعة: الثالثة، 1424ھ- - 2003 م اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب مسند الامام احمد بن حنبل وبھامشہ منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ج3 ص194 طبع قدیم

2. بحار الانوار ج85 ص157 المؤلف: الشيخ محمّد باقر بن محمّد تقي المجلسي متوفی 911ھ الناشر: مؤسسة الوفاء الطبعة الثانيه الموضوع: الحديث وعلومه

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمامہ پر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے جس کی تفصیل اس روایت کے اندر موجود ہے

عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال: سألت أبا عبد الله (عليه السلام) عن الرجل يسجد وعليه العمامة لا يصيب وجهه الأرض قال: لا يجزئه ذلك حتى تصل جبهته إلى الأرض

ترجمہ: عبد الرحمن بن ابی عبد اللہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جس کا عمامہ سجدے کی حالت میں اس کی پیشانی پر آگیا ہو جس کی وجہ سے پیشانی زمین پر نہیں لگ سکتی امام علیہ السلام نے فرمایا یہ کافی نہیں ہے اس کے لیے لازم کہ وہ اپنی پیشانی زمین تک پہنچائے۔ 1

میرے محترم قارئین کرام جیسا کہ آپ نے شیعہ سنی دونوں مکاتب فکر کتب میں

ا۔ کتاب فروع الکافی ج3ص334 (باب)*(وضع الجبهة على الأرض تالیف ثقہ الاسلام الشیخ محمد یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 329ھ

مرقوم شدہ روایات سے اندازہ لگالیا ہو گا کہ نبی کریم ﷺ کس قدر عمامہ یا عمامہ کے کنارے پر سجدہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے کیونکہ عمامہ بھی کپڑے سے ہی بنتا ہے شریعت مقدسہ نے کپڑے پر کسی صورت میں بھی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دے رکھی سوائے صورت تقیہ کے ورنہ نماز کا اعادہ لازم ہو جاتا ہے

وضاحت۔ اہل سنت کتب کی جن روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے بعض اوقات عمامہ کے کناروں پر بھی سجدہ کیا یاد رکھنا چاہیے کہ ان روایات میں ایسا کرنے کی وجہ اور سبب بھی مذکور ہے کہ سنگریزوں کے زیادہ گرم ہونے کی وجہ سے یا زمین کے زیادہ سرد ہونے کی وجہ سے عمامے کے کونے پر سجدہ کیا تاکہ پیشانی کو شدید گرمی اور شدید سردی سے محفوظ رکھا جاسکے لہذا اس جیسی روایات کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے مطلقا کپڑے پر سجدہ کا جواز ثابت کرنا کم علمی اور کم عقلی کا نتیجہ ہو گا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ

بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِي مَكَانِ السُّجُودِ۔

ترجمہ۔انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے شدت گرمی کی وجہ سے ہم کپڑے کے ایک کونے کو موضع سجدہ پر رکھ کر اس پر سجدہ کیا کرتے تھے۔1

میرے محترم قارئین جیسا کہ آپ نے روایت میں ملاحظہ فرمالیاہے کہ شدت گرمی کی وجہ سے صحابہ کرام نے اپنی پیشانی کو گرمی کی شدت اور حدت سے بچانے کے لیے موضع سجدہ پر کپڑا رکھا اور یہ حدیث حالت اضطرار پر دلالت کر

1. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح البخاری ج1 ص86 کتاب الصلاۃ باب السجود علی الثوب فی شدۃ الحر

تالیف ابو عبد اللہ، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة ابن بردزبه البخاري الجعفي

تحقیق: جماعة من العلماء الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، 1311ھ بأمر السلطان عبد الحميد الثاني ثم صَوّرها بعنايته: د. محمد زهير الناصر، وطبعها الطبعة الأولى 1422ھ

رہی ہے نہ کہ حالت اختیار پر کوئی مفتی صاحب اس روایت سے یہ نتیجہ اخذ نہ کرے کہ مطلقاً ہی کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے, اس سے عوام الناس کے ساتھ سراسر ظلم کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا

اعتراض۔ ابو ھریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عمامہ کے کنارے پر سجدہ کیا کرتے تھے

جواب یہ روایت ان روایات صحیحہ کے ساتھ متعارض ہو رہی ہے کہ جن میں ذکر ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے, کپڑے پر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے لہذا اس روایت کو حالت اضطرار اور حالت عذر پر ہی حمل کیا جائے گا

امام مالک کے نزدیک کپڑے پر سجدہ کرنا ناپسندیدہ عمل

امام مالک بن انس کے مشہور و معروف شاگرد ابن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میرے استاد بزرگوار کے نزدیک کپڑے پر سجدہ کوئی اچھا عمل نہیں

عبارت مُلاحظہ فرمائیں

قَالَ: وَكَانَ مَالِكٌ يَكْرَهُ أَنْ يَسْجُدَ الرَّجُلُ عَلَى الطَّنَافِسِ وَبُسُطِ الشَّعْرِ وَالثِّيَابِ وَالْإِدَامِ وَكَانَ يَقُولُ: لَا بَأْسَ أَنْ يَقُومَ عَلَيْهَا وَيَرْكَعَ عَلَيْهَا وَيَقْعُدَ عَلَيْهَا وَلَا يَسْجُدَ عَلَيْهَا وَلَا يَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَيْهَا، وَكَانَ لَا يَرَى بَأْسًا بِالْحُصُرِ وَمَا أَشْبَهَهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ أَنْ يَسْجُدَ عَلَيْهَا وَأَنْ يَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَيْهَا۔

ترجمہ۔ امام مالک خرما کے بنے ہوئے بچھونے یا کپڑے یا بالوں سے بنے ہوئے جائے نماز یا چمڑے پر سجدہ کرنے کو ناپسند کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان پر کھڑے ہونا یا ان پر رکوع کرنے میں کوئی اشکال نہیں اسی طرح ان پر بیٹھنا بھی جائز ہے لیکن ان پر سجدہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ان پر رکھا جائے لیکن کنکریوں اور اس کی مانند زمین سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس طرح دونوں ہاتھوں کو ان پر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب المدونۃ الکبری ج 1 ص 170 کتاب الصلاۃ الاول السجود علی الثیاب والبسط المؤلف: مالک بن أنس بن مالک بن عامر الأصبحي المدني (متوفی 179ھ۔) الناشر: دار الکتب العلمیۃ الطبعۃ: الاولی 1994م

سجدہ گاہ پر نبی کریم ﷺ نے سجدہ کیا

بعض محدثین اہل سنت نے اپنی اپنی مصنفات میں اس روایت کو نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سجدہ گاہ پر سجدہ کیا اور وہ سجدہ گاہ ہیت اور شکل وصورت کے لحاظ سے ایسی تھی جیسے آج کل شیعوں کے پاس ہے

عبارت مُلاحظہ فرمائیں عن میمونہ قالت : وکان یصلی علی الخمرہ

ترجمہ۔جناب میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ جناب رسول خدا ﷺ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے تھے کتاب بخاری کے مترجم اور شارح وحید الزمان آگے لکھتے ہیں ابو بطال نے کہاہے کہ تمام فقہاء نے اس بات پر اتفاق کیاہے کہ سجدہ گاہ پر نماز درست ہے مگر عمر بن عبد العزیز سے منقول ہے کہ ان کے لیے مٹی لائی جاتی وہ اس پر سجدہ کرتے اور ابن ابی شیبہ نے عروہ سے نقل کیاہے کہ وہ سوائے مٹی کے کسی اور چیز پر سجدہ کرنا مکروہ جانتے تھے.1

---

1. اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تیسیر االباری ترجمہ وشرح صحیح البخاری ج1 ص275 حدیث376 پارہ2

کتاب الصلاۃ باب اذا اصاب ثوب المصلی امر اتہ اذا سجد مترجم وشارح حضرت علامہ وحید الزمان تاج کمپنی؛ناشر ان : تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی–لاہور–راولپنڈی

نوٹ : نیز علامہ وحید الزمان خان لفظ الخمرہ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن اثیر نے شرح جامع اصول میں کہا ہے خمرہ سجدہ گاہ جس پر ہمارے زمانہ میں شیعہ سجدہ کیا کرتے ہیں میں کہتا ہوں اس حدیث سے سجدہ گاہ رکھنا مسنون ٹھہرا اور جن لوگوں نے اس سے منع کیا اور رافضیوں کا طریق قرار دیا ان کا قول صحیح نہیں ہے.1

اس طرح لفظ الخمرہ کا معانی بیان کرتے ہوئے محمد طاہر گجراتی لکھتا ہے

وهي التي يسجد عليها الآن الشيعة

خمرہ اسے کہتے ہیں جس پر آج کل شیعہ حضرات سجدہ کرتے ہیں.2

ا۔ اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب لغات الحدیث عربی–اردو ج2 ص133 باب الخاء مع المیم تالیف علامہ وحید الزمان باہتمام نور محمد؛ کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

2. مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار ج2 ص109 ذکر : حرف الخاء المعجمه : خمر
المؤلف: جمال الدين، محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي الكجراتي متوفی 986ھ
الناشر: مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية الطبعة: الثالثة، 1967م

گویا کہ کتب حدیث اہل سنت سے بھی ثابت ہے کہ نبی کریم آگے سجدہ گاہ رکھ کر نماز پڑھا کرتے اور اس پر سجدہ کیا کرتے تھے اور سجدہ گاہ پر سجدہ کرنا بدعت نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور نیز آپ ﷺ کا فرمان اقدس ہے تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے (حدیث مبارکہ)

مدینہ کی اینٹ پر سجدہ کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے کتب اہل سنت میں سے ایک ایسی روایت پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہے کہ ایک تابعی حالت سفر میں عقیدت کی وجہ سے مدینہ منورہ کی مٹی سے بنی ہوئی اینٹ کو اس قصد سے ساتھ رکھا کرتا تھا تاکہ وقت نماز اس پر سجدہ کر سکوں

روایت ملاحظہ فرمائیں من كان يحمل في السفينة شيئا ثم يسجد عليه

حدثنا أبو بكر قال حدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن إبراهيم عن ابن سيرين قال نبئت أن مسروقا كان إذا سافر حمل معه في السفينة لبنة يسجد عليها۔

ترجمہ ابن سیرین کہتا ہے کہ مسروق بن اجدع جب سفر پر جاتا تو اپنے ساتھ اینٹ لے جاتا اور کشتی میں اس پر سجدہ کرتا.1

مسروق بن اجدع : یہ تابعی ہے جو جناب عبد اللہ بن مسعود کا شاگرد بھی ہے اور اہل سنت کے عظیم فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے اوران کی وفات 62 ہجری میں ہوئی ہے میرے محترم قارئین جیسا کہ اپ نے روایت میں ملاحظہ فرمالیا ہے کہ اس شخص کو مدینہ منورہ کی مٹی سے اس قدر محبت اور عقیدت تھی یہاں تک کہ حالت سفر میں بھی مدینہ کی مٹی سے بنی ہوئی اینٹ کو ساتھ رکھا کرتا تھا تا کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو کسی دوسری چیز پر سجدہ کرنے کی بجائے اس مٹی پر سجدہ کیا جائے جس کی نسبت محمد رسول اللہ کے شہر مدینہ کے ساتھ ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ کسی مقدس سرزمین کی مٹی کو سجدہ گاہ قرار دیتے

---

1. اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب المصنف ابن ابی شیبہ ج2ص172. من كان يحمل في السفينة شيئا يسجد عليه من كان يأمر بقيام الليلتأليف ابن أبي شيبة الكوفي المحقق :سعيد اللحام تعليق :سعيد اللحام مراجعة :مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر تصحيح :مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت – لبنان

ہوئے اسے حالت سفر وحضر میں ساتھ رکھنا اور اس پر سجدہ کرنا بدعت نہیں بلکہ مسروق بن اجدع تابعی کی سنت ہے اسی طرح ہم شیعان امام حسین علیہ السلام بھی اپنی جیبوں میں کربلا کی مٹی سے تیار شدہ سجدہ گاہ کو رکھتے ہیں جس سے ہمارے دو قصد ہوتے

پہلا قصد. جب وقت نماز ہو جائے تو کسی دوسری چیز پر سجدہ کرنے کی بجائے تربت حسین علیہ السلامُ پر سجدہ کیا جاسکے

دوسرا قصد. مومن تربت حسین کو حالت سفر وحضر میں اس لیے ساتھ رکھتا ہے تا کہ ایک لمحہ کے لیے بھی اس کا دل کربلا اور یاد حسین سے غافل نہ رہنے پائے

یہ وہ تربت حسین ہے جس کے اندر حسین اولاد حسین اور انصار حسین علیہم السلام کے خون اطہر کی تاثیر مضمر ہے

یاد رکھا جائے کہ ہم اس سجدے گاہ۔ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اس کے اوپر سجدہ کرتے ہیں عبادت خدا کی کرتے ہیں

اعتراض مع الجواب

بعض نادان اور فہم و فراست سے ننگے اور عاری لوگ کہا کرتے ہیں کہ اس کربلا کی مٹی میں کون سا کمال اور فضیلت پہناں ہے جب کہ اس مٹی کے اندر تو قاتل حسین کا خون بھی ملا ہوا ہے ہم ایسے مفسد فی الارض شقی القلب افراد سے پوچھتے ہیں کیا قران مجید میں کفار مشرکین اور نجاسات کا ذکر نہیں ہے کیا کوئی مسلمان اس وجہ سے تقدس قران کا منکر ہو سکتا ہے ؟ یقینا جواب منفی میں آئے گا ہر کوئی یہی کہے گا بے شک قران مجید میں کفار مشرکین اور اور بعض دیگر نجاستوں کا ذکر موجود ہے مگر ہم قران کی تعظیم واحترام اس کے کلام الہی ہونے کی بنا پر کرتے ہیں اسی طرح بیشک سر زمین کربلا میں قاتلان حسین کا خون ملا ہوا ہے مگر ہم کربلا کی مٹی کا احترام اور تعظیم ان ذوات قدسیہ کی وجہ سے کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنا سب کچھ کٹوا کر لٹوا کر یہاں تک شش ماہ کا بچہ بھی ذبح کرا کے اس دین اسلام کو احیا اور بقا بخشی ہے

خلاصہ الکلام : شیعہ سنی دونوں مکاتب فکر کی کتب کے اندر ایسی روایات کثرت سے پائی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدے کے لیے افضل ترین شے مٹی

ہے اور مٹی پر سجدہ کرنا انبیاء علیہم السلام اوصیا؛ اولیاء اور بندگان خدا کا ہر دور میں وطیرہ اور شیوہ رہا ہے مٹی پر سجدہ کرنے سے نمازی کے دل میں عجز وانکساری تواضع اور خضوع وخشوع پیدا ہوتا ہے اور اس کے دل میں یہ احساس جنم لیتا ہے کہ میں اس مٹی سے خلق کیا گیا ہوں اور عنقریب اس مٹی کے ذرات میں میرے جسم کے ذرات مل جائیں گے

مفاد پرست ملاؤں کی چال

بعض مفاد پرست ملاؤں نے شیعوں کے ضد میں آکر اپنی عوام اور سادہ قسم کے لوگوں کو مٹی پر سجدہ کرنے کی فضیلت سے محروم کر رکھا ہے

حالانکہ اہل سنت کی کتب میں بھی مٹی پر سجدہ کرنا افضل ترین عمل قرار دیا گیا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر مقام پر پاک وپاکیزہ اور لطیف قسم کی مٹی میسر کہاں ہو سکتی جس پر سجدہ کیا جا سکے کیونکہ بالخصوص آج کل کے دور میں جب بذات خود مساجد قیمتی پتھروں اور نقش ونگاری کا مرقع بن چکی ہیں اور ساتھ ہی مسجد کے فرش پر قیمتی نازک اور نایاب قسم کے کارپٹ اپنا ہی منظر پیش کر رہے

ہیں تو یہاں کیسے ممکن ہے کہ باہر سے مٹی لا کر وہاں قیمتی کارپٹ پر پھیلا کر اس پر سجدہ کیا جا سکتا ہے اس سے تو ایک قسم کی

تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہے ان تمام مسائل کا حل اس سجدے گاہ کے اندر موجود ہے جو اس وقت شعیان حیدر کرار کی مساجد اور امام بار گاہوں کے اندر دکھائی دیتی ہے اس سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے سے مٹی پر سجدہ کرنے کی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ یہ سجدہ گاہ مٹی سے بنی ہوتی ہے اور نہ ہی یہ سجدہ گاہ مسجد کی نظافت لطافت میں مخل ثابت ہوتی ہے

امام زین العابدین علیہ السلام کا تربت کربلا پر سجدہ کیا

اب میں اپنے محترم قارئین کے سامنے ایسی روایت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہوا ہے کہ امام زین العابدین السلام واقعہ کربلا کے بعد تربت کربلا پر سجدہ کیا کرتے تھے~

وروى معوية بن عمار قال: كان لأبي عبد الله عليه السلام خريطة ديباج صفراء فيها تربة أبي عبد الله عليه السلام فكان إذا حضرته الصلاة صبه على سجادته وسجد عليه، ثم قال عليه السلام: السجود على تربة أبي عبد الله عليه السلام يخرق الحجب السبع۔

ترجمہ : معاویہ بن عمار ساباطی بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ریشمی کپڑے کی ایک تھیلی تھی جس میں امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کی خاک تھی جب آپ نماز کے لیے مصلی عبادت پر حاضر ہوتے تو اس خاک کو سجدے والی جگہ پر پھیلا دیا کرتے اور اس پر سجدہ کرتے اور ساتھ فرماتے امام حسین کی تربت پر سجدہ کرنے سے سات حجاب اٹھ جاتے ہیں

کتاب مصباح المتہجد ج1 ص733

تالیف الشیخ ابوالحسن بن جعفر طوسی رحمہ اللہ علیہ متوفی460ھ

شاید وہ سات حجاب یہ ہیں جو نفس کو انوار حق سے فیض حاصل کرنے سے مانع ہوتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

1. کینہ
2. بغض
3. حسد
4. لالچ
5. غصہ
6. بے وقوفی چال بازی
7. ذلت

تمت بالخير بعونه تعالى وتوفيقه

2/12/2022

مولف کی دیگر تالیفات

1 : القول المختوم فی رد زواج ام کلثوم سلام اللہ علیھا

2 : دفاع عزاداری سید الشھد علیہ السلام اور علماء شیعہ

3 : بشارت الکونین باقامہ الماتم علی الحسین علیہ السلام

4 : عزاداری سنت معصومین علیہم السلام

5 : اثبات حدیث کساء

6 : احکام میت بین الشیعہ والسنہ

7 : وقت افطار قران وسنت کی روشنی میں

8 : اولاد رسول اور جنازہ بتول سلام اللہ علیہما

9 : جنازہ رسول خدا ص

10 : البیان الجلی در ولایت مولا علی علیہ السلام

11 : الجمع بین الصلاتین

12؛ کتاب ہذا نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم



Author

Al.Shakh Asif Ali Al.Najafi

Contact US

Huzza Illmiaya Najaf

+9647509258423